



مسک  
الہ آباد  
کادای

الہ آباد  
ہفت روزہ  
ہفت روزہ  
ہفت روزہ

مفت محمد اسماعیل سلانی  
پاکستان  
کراچی

شمارہ: 44

جلد: 45

جلد: 45

# انسانی حقوق اور اقلیتوں کے نام پر پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے

امیر محترم پروفیسر سید ساجد میر

برصغیر میں مجاہدین کی  
آمد اور عظیم کارنامے!

مجاہدین اسلام

انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے معاملات

پاک سعودی دوستی میں

رخنہ اندازی کی ایک ناکام کوشش!

تذکرہ اقوام عالم پر مسلمانوں کے  
بے شمار علمی احسانات کا!

سائنسی علوم

قرآن و سنت  
کی روشنی میں

• مسجد میں نماز جنازہ.....؟!

• قبرستان میں مسجد بنانا.....؟!

• قبرستان میں محب اور بٹھانا.....؟!



## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

### مصائب زندگی کی وجوہات

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْكُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالسَّمْعِ ۚ وَنَبْلُوَنَّكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ لَئِذَا أَسَافَتْكُمْ أَمْصَابُهُمْ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (البقرہ)

”اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے (جبکہ آپ ان حالات میں) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ہی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

زندگی حالات کے بدلنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو آزمائش کے لیے اور کہیں اس کی تربیت اور امتحان کے لیے نعمتوں کے ساتھ ساتھ مصائب و آلام سے بھی دو چار کرتے ہیں۔ انسان کو اپنی زندگی میں جن مصائب و مشاغل سے دو چار ہونا پڑتا ہے اس کی تین وجوہات قرآن نے بیان فرمائی ہیں:

❶ **امتحان کی غرض سے:** آیت مذکورہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان والے جو صدق دل سے اور خلوص نیت سے اللہ کے ہو جاتے ہیں ان کے لیے مشکل و تکالیف ذریعہ آزمائش ہیں اور پھر ان سخت حالات میں انسان کا صابر بن کر اللہ کے آگے جھکے رہنا ان پر رحمتوں کے نزول کا باعث بن جاتا ہے۔ اور یہ ان کے لیے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی ایک شکل ہے۔

❷ جبکہ دوسری وجہ **اللہ کے نظام کا نفاذ** ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرمایا ہوا ہے اس کا اصدار ہو کر رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی مخلوق کے حق میں بہتری کا ہی فیصلہ فرماتے ہیں:

﴿مَّا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَجْعَلْ لَهُ اللَّهُ مَخْرَجًا ۚ وَلِلَّهِ يَرْجِعُ الْأَمْرُ﴾ (التغاب)

”کوئی مصیبت اللہ کی اجازت (مشیت) کے بغیر نہیں پہنچ سکتی۔ جو اللہ پر ایمان لائے (استقامت دکھائے) اللہ تعالیٰ پھر اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

❸ **اعمال بد کا نتیجہ:** جو انسان ان حالات میں واویلا کرنا شروع کر دے تو گویا وہ ایمان میں کمزور اور اللہ کے دین پر استقامت سے عاری ہوتا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ اس پر یہ آفت اللہ کی طرف سے آزمائش نہیں بلکہ ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمَا كُنتُمْ بِهَا كَافِرِينَ ۚ وَبَعَثْنَا فِيكُمْ شُرَكَاءَ﴾ (الاحزاب)

”اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے (گناہوں کی وجہ سے) پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت سارے گناہوں سے تو دور گز رہی فرما لیتے ہیں۔“

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

### تین عمدہ کام

اعْنِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ | (جامع ترمذی)

”سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو تم جہاں بھی اور برائی کے فوراً بعد نیکی کر لو وہ اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“

اس حدیث میں تین اہم امور بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک **اللہ کا خوف ہے۔** جسے تقویٰ کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کے فوائد بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جس نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اسے مشکل سے نکال دے گا اور اسے ایسے مقام سے روزی دے گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس انداز میں تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم فرمائی کہ ہر جگہ ہر حالت میں اور ہر وقت اللہ کا خوف دل میں رکھو اور محسوس کرو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے لوگوں کے دیکھنے کا خوف نہ ہو بلکہ اللہ کے دیکھنے کا خوف ہونا چاہیے جو تقویٰ کا روپ دھار کر جبہ و دستار کے ذریعے دنیا کا مال کماتے ہیں وہ دکھلاوا کرنے والے ہیں ان کے لئے آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ تقویٰ کا تعلق دل کے ساتھ ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ایسے انسان ہیں جو بازار میں کاروبار کرتے ہیں اور ان کا دل اللہ کے ساتھ لگا ہوتا ہے جونہی اذان کی آواز سنی، اپنا کام چھوڑ کر مسجد میں جا پہنچتے ہیں اور کتنے ہی مسجد میں جانے والے ایسے لوگ ہیں کہ مسجد میں جا کر بھی ان کا دل اللہ سے دور رہتا ہے۔

❶ **دوسرا کام برائی کے ارتکاب کے بعد فوراً کوئی نیکی کرنا** ہے اس میں رسول اکرم ﷺ نے انسان کی توجہ اس طرف دلائی کہ انسان معصوم نہیں ہے اس سے کسی نہ کسی غلطی کے ہونے کا امکان ہے۔ غلطی کے بعد اسے احساس ہو جائے تو وہ کس طرح اپنے گناہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر اذکار، صدقہ و خیرات وغیرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے مگر کوئی شخص عادی نہ ہو بلکہ اگر بقاضہ بشریت کوئی گناہ ہو جائے تو نیکی کے ذریعے اسے ختم کیا جاسکتا ہے۔

❷ **تیسرا کام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے** ان کے لئے خیر خواہی ہو اور انہیں تکلیف نہ دی جائے معلوم ہوا تقویٰ صرف نماز اور روزے میں ہی نہیں بلکہ عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔

## اسلام کے احسانات!

یہ حقیقت ہے کہ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس کا نوع انسان پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے خالق کائنات اور اس کی کرم فرمایوں سے انسانیت کا براہ راست تعلق استوار کیا اور ان تمام جعلی واسطوں کو یکسر ختم کر دیا جو ذہن انسان کی پیداوار تھے۔ وہ انسان جو شجر و حجر اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش کیا کرتا تھا، اسے اس کی عظمت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شب و روز، آفتاب و ماہتاب، شجر و حجر، آگ اور پانی غرضیکہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت کے لیے پیدا کی ہے۔ پھر اس انسان سے بڑھ کر نادان اور حق ناشناس کون ہو سکتا ہے جو اپنے ہی خدمت گاروں کے آگے سجدہ ریز ہو اور انہیں اپنی عقیدتوں اور حاجتوں کا مرکز قرار دے جبکہ وہ خود مسبود ملائک اور خلیفہ اللہ فی الارض ہے۔ انسان تو اللہ کا بندہ ہے پھر حق تو یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جائے۔

یہ اسلام کا فیضان تھا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور مشن کی برکت تھی جس کی بدولت اونٹوں اور بھیڑوں کے چرواہے دنیا کے رہبر بن گئے۔ زمین پر سونے والے قیصر و کسریٰ کے حکمران بن گئے۔ بات بات پر لڑنے والے خود جذبہ مہر و محبت کا درس دینے لگے اور ان کی زندگیوں میں ایسا صحتمند انقلاب برپا ہوا جس نے فکر و نظر کے زاویے بدل دیئے، عقیدت کی سمیتیں بدل دیں، حق و باطل کے معیار بدل گئے اور انسانیت نشاۃ ثانیہ سے اس طرح ہمکنار ہوئی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

اسلام دین فطرت ہے جو ایک مکمل ضابطہ حیات رکھتا ہے۔ اس کی تعلیمات پوری زندگی پر محیط ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اسلام کے نور ہدایت سے منور نہ ہو۔ اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ ہم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو کر اس کے تقاضوں کو پورا کریں۔ اسلام جس طرح آخرت کی زندگی میں سرخروئی اور کامیابی کا ضامن ہے اسی طرح دنیا کی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنانے کا ذمہ دار ہے۔

اسلام نے صحتمند اور پر امن معاشرہ کی تشکیل کے لیے اخلاقیات کو بڑی اہمیت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ بھی تھا کہ آپ حسن اخلاق کی تکمیل کریں۔ آپ کی پوری حیات طیبہ حسن اخلاق کا ارفع و اعلیٰ نمونہ ہے۔ ان حقائق کے اعتراف میں یورپ کے مشہور فلاسفر 'کانٹ' نے کہا تھا کہ "زندگی میں توازن پیدا کرنے کے لیے اخلاقیات کا وجود ضروری ہے اور اخلاقیات میں وزن پیدا کرنے کے لیے خدا اور حیات بعد الموت کا تصور ضروری ہی نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔ کیونکہ ان تصورات کے بغیر ہم اپنے اخلاقی قوانین کا نفاذ مستحکم طریقے پر نہیں کر سکتے۔"

حقیقی بات یہ ہے کہ اسلامی طرز حیات کوئی سیاسی نعرہ نہیں بلکہ سکون قلب، امن عالم، اصلاح معاشرہ اور فلاح انسانیت کی واحد راہ ہے جس پر چل کر انسانیت بہاروں سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ یورپ نے ایٹم کی دنیا سے نکل کر خلا کی وسعتوں میں قدم رکھا ہے مگر وہ اپنی زندگی کی شب تاریک کو محسوس نہیں کر سکا۔ سچی بات یہ ہے کہ انسانیت امن و سکون کی آغوش میں چنپ سکتی ہے اور یہ چیز اسلام پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ آج دنیا ایک نظریاتی کشمکش میں مبتلا ہے اور اخلاقی انحطاط کا شکار ہے، سکون قلب عطا ہو چکا ہے بے اطمینانی اور افراطی تفری کا دور دورہ ہے۔ ان حالات میں دنیائے انسانیت اگر فلاح و کامرانی اور سکون قلب کی طلبگار ہے تو اسے اسلام کے دامن کو مضبوطی سے تھام لینا چاہیے اسی میں سب کی داریں میں کامیابی وابستہ ہے۔

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 اُمت اسلامیہ... نعتوں اور آزمائشوں کے
- 10 مقام حدیث... قرآن کی روشنی میں
- 12 کاروانِ علم و ادب
- 15 بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے معاملات
- 16 اقوام عالم پر مسلمانوں کے علمی احسانات
- 18 حریت فکر کے مجاہد
- 21 ایک داعی کی ذمہ داریاں
- 23 نشانیاں... عقل والوں کے لیے ہیں
- 25 طب و صحت
- 26 اخبار الجماہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام  
اور ترسیل زمینچر کے نام کی جائے

ہفت روزہ "اہل حدیث"

چوک اہل حدیث (المعرفہ بٹی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525

email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ ڈپو	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
نی پرچہ	15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "لشکرِ پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھوڑا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔



## انسانی حقوق اور اقلیتوں کے نام پر پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔

پاکستان اقلیتوں کیلئے بھارت، امریکہ اور انسانی حقوق کے بڑے دعویدار ممالک سے کہیں زیادہ محفوظ ہے۔ پروفیسر ساجد میر گوانتا ناموبے میں قرآن پاک کی بے حرمتی ہوئی، نبی اکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع ہوئے، حجاب پر پابندی کے قوانین بنے، مساجد کو نذر آتش کیا گیا۔ میناروں پر پابندی لگی۔ عافیہ صدیقی کو مسلمان ہونے کے جرم میں 86 سال قید ہوئی مگر انسانی حقوق کے علمبردار ادارے اور تنظیمیں خاموش رہیں۔ علماء کے مشاورتی بورڈ کے اجلاس سے خطاب

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ایک آدھ واقعہ کو بنیاد بنا کر انسانی حقوق اور اقلیتوں کے نام پر پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ پاکستان آج بھی اقلیتوں کے لیے پوری دنیا سے محفوظ ملک ہے۔ مرکزی دفتر میں علماء کے مشاورتی بورڈ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ گوانتا ناموبے میں قرآن پاک کی بے حرمتی ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعوذ باللہ توہین آمیز خاکے شائع ہوئے، حجاب پر پابندی کے قوانین بنے، مساجد کو نذر آتش کیا گیا۔ میناروں پر پابندی لگی۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو صرف مسلمان ہونے کے جرم میں 86 سال قید ہوئی مگر انسانی حقوق کے علمبردار ادارے اور تنظیمیں خاموش رہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ جسٹس رنگنا تھ مشرا کی سربراہی میں قائم قومی کمیشن برائے مذہبی اور نسلی اقلیتوں نے اپنی حالیہ رپورٹ میں بھارت میں اقلیتوں کی صورتحال کو بدترین قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ممالک میں اقلیتیں محفوظ ہی نہیں مراعات یافتہ بھی ہیں۔ کوٹ رادھا کشن میں مسیحی جوڑے کو جلانے کا واقعہ غیر اسلامی حرکت ہے جو ناقابل معافی ہے۔ اسی طرح مسلکی اور فرقہ وارانہ جھگڑوں کی بنیاد پر شعائر اسلام کی توہین کے مقدمات درج ہیں۔ جس میں بڑی تعداد میں مسلمان بھی جیلوں میں بند ہیں۔ جن میں اکثریت کے خلاف جھوٹے مقدمات درج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے بارے میں نہ تو کوئی تعصب پایا جاتا ہے نہ ہی ان پر کسی قسم کی پابندیاں ہیں۔ پاکستان میں اقلیتوں کا تناسب تقریباً 3 فیصد ہے اور آئین کے آرٹیکل 27 کی رو سے یہ کسی بھی قسم کی ملازمت کے حقدار ہیں، کسی بھی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور یہ کہنا کہ ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی ہو رہی ہے بذات خود سراسر زیادتی ہے۔ اقلیت سے تعلق رکھنے والی شخصیات، فوج، سول اور عدلیہ میں کلیدی عہدوں پر فائز رہ چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر بھارت، امریکہ اور انسانی حقوق کے بڑے دعویدار ممالک کے ساتھ ان کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو پاکستان اقلیتوں کیلئے ان ممالک سے کہیں زیادہ محفوظ ہے۔

## پنجاب کے انتخابی نگرانوں کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے ضلعی، تحصیل اور شہری نگرانوں کا ایک اہم اجلاس 23 نومبر بروز اتوار 1 بجے مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں ہوگا جس کی صدارت چیئر مین انتخابی بورڈ ڈاکٹر عبدالغفور راشد کریں گے۔ ..... منجانب: ناظم دفتر مرکزی

## صوبہ خیبر پختونخوا کے انتخابی نگرانوں کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی نگرانوں کا ایک اہم اجلاس 16 نومبر بروز اتوار 11 بجے دن جامعہ اسلامیہ جی ٹی روڈ می پشاور میں ہوگا۔ جس کی صدارت مرکزی چیئر مین ڈاکٹر عبدالغفور راشد کریں گے جبکہ پروفیسر عبدالستار حامد، میاں محمود عباس، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا فضل الرحمن مدنی اور ڈاکٹر ذاکر شاہ مہمان خصوصی ہوں گے۔ منجانب: ناظم دفتر مرکزی



جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد و مرکز الدراسات الاسلامیہ  
سلطان کالونی میاں چنوں خانوال پاکستان  
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626  
hammad3316@yahoo.com

# احکام و مسائل

## مسجد میں نماز جنازہ

**سوال**

کیا مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، کچھ لوگ اس امر کا انکار کرتے ہیں، اسکی کیا وجہ ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

**جواب**

مسجد میں نماز جنازہ کی ادائیگی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے کیونکہ اکثر و بیشتر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نماز جنازہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں پڑھی جاتی تھی۔ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ”جنازہ گاہ اور مسجد دونوں جگہ جنازہ ادا کرنا درست ہے۔“ (صحیح بخاری، الجنازہ باب نمبر ۶۰) امام بخاریؒ کے نزدیک جنازہ گاہ اور مسجد دونوں کا حکم ایک ہے۔ چنانچہ جنازہ گاہ میں جنازہ پڑھنے کی صراحت موجود ہے لہذا مسجد میں بھی اس کی ادائیگی صحیح ہے۔ (فتح الباری ص ۲۵۴ ج ۳) اس کے علاوہ احادیث میں اس امر کی بھی صراحت ہے کہ مسجد میں جنازہ پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔“ (صحیح مسلم، الجنازہ: ۹۷۳)

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ”مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔“ (ابوداؤد، الجنازہ: ۵۰)

اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو میت کو ناپاک کہتے ہیں یا جو اہام کا شکار ہو جاتے ہیں کہ مبادا اس سے کوئی آلائش نکل آئے، اس لئے ان کے نزدیک مسجد میں جنازہ جائز نہیں ہے۔ یہ ان کا گمان ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث میں ذکر ہوا ہے، اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی میت کا جنازہ مسجد میں ادا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“ (ابوداؤد، الجنازہ: ۳۱۹)

حافظ ابن حجرؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سیدنا ابوبکرؓ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی اور حضرت صہیبؓ نے سیدنا عمرؓ کا جنازہ بھی مسجد میں پڑھا تھا۔ (فتح الباری ص ۲۵۵ ج ۳)

ان روایات کے پیش نظر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا اور جو لوگ اسے ناجائز کہتے ہیں وہ بے بنیاد اور لالچی اوہام کا شکار ہیں، اگرچہ ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ جنازہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کرام سے اکثر و بیشتر نماز جنازہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں پڑھنا ہی ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

## قبرستان میں مسجد بنانا

**سوال**

قبرستان میں مسجد بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر پرانی قبروں کو نیست و نابود کر کے مسجد بنائی جائے تو کیا وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

**جواب**

رسول اللہ ﷺ نے نفلی نماز ادا کرنے کے متعلق حکم دیا ہے کہ اسے اپنے گھروں میں پڑھا کر اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔“ (نسائی، قیام اللیل: ۱۵۹۹)

اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے، جب قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو وہاں مسجد بنانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے، اس امر کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین، تمام کی تمام مسجد ہے سوائے حمام اور مقبرہ کے۔“ (ابوداؤد، الصلوٰۃ: ۴۹۲)

اس حدیث کا مطلب ہے کہ قبرستان میں مسجد نہیں بنائی جاسکتی، قبرستان میں یا قبر کے آس پاس نماز پڑھنے کا معاملہ بہت حساس ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بزرگ یا نبی کی قبر کے پاس مسجد بنانے سے منع کیا ہے مبادا لوگ یہ خیال کریں کہ مدفون ہستی کی برکات اور اس کے فیوض کی بناء پر یہاں نماز پڑھنا افضل ہے اور یہ بات شرک کیلئے ایک چور دروازہ کھولتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“ (بخاری، الصلوٰۃ: ۴۳۵)



علامہ البانی فرماتے ہیں کہ قبروں کو مسجدیں بنانے میں تین امور شامل ہیں۔

1 قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، 2 قبروں پر سجدے کرنا، 3 قبروں پر مساجد تعمیر کرنا۔ (احکام الجنائز ص ۲۷۹)

اس بناء پر ہمارے رجحان کے مطابق قبرستان میں مسجد تعمیر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اگر کوئی قبرستان میں مسجد بنانا ہے تو اس کا حکم قبر جیسا ہی ہے۔ چنانچہ حضرت قتادہ سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ قبرستان کے پاس سے گزرے تو لوگ اس میں مسجد تعمیر کر رہے تھے، انہیں دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قبروں کے درمیان مسجد بنانا ناپسند کیا جاتا تھا۔“ (المغنی ص ۴۷۵ ج ۲)

ہاں اگر قبرستان پرانا ہو چکا ہو اور وہاں دفن کرنے کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہو اور وہ قبرستان بھی غیر مسلم لوگوں کا ہو تو وہاں قبروں کو سطح زمین کے برابر کر کے وہاں مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ کے ایک پرانے قبرستان کو ہموار کر کے وہاں مسجد نبوی تعمیر کی تھی۔ (صحیح بخاری، الصلوٰۃ: ۴۲۸)

امام بخاری نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ”کیا مشرکین کی قبروں کو ہموار کر کے وہاں مسجد بنائی جاسکتی ہے۔“ (بخاری، الصلوٰۃ باب نمبر ۴۸)

لیکن مسلمانوں کے قبرستان میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کی قبریں اعزاز و تکریم کی حقدار ہیں، انہیں اکھاڑنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، بعض لوگ مسجد نبوی میں موجود قبور خلافت سے دلیل لیتے ہیں کہ قبرستان میں مسجد بنائی جاسکتی ہے لیکن یہ دلیل اس لئے بے کار ہے کہ قبور خلافت سے پہلے وہاں مسجد موجود تھی اور یہ تینوں قبریں سیدہ عائشہؓ کے حجرہ میں ہیں جو مسجد نبوی سے باہر تھا، ان تینوں قبروں کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا نہ اس کے رسول ﷺ نے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے اس کے متعلق کوئی اشارہ دیا، اسے خیر القرون کے بعد مسجد نبوی میں شامل کیا گیا اس لئے یہ کام کسی شرعی مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتا، ویسے بھی حضرت عائشہؓ کا حجرہ مبارکہ جس میں یہ تینوں قبریں موجود ہیں چاروں طرف سے بند ہے وہاں جانا ممکن نہیں، اس طرح گویا انہیں مسجد سے الگ کر دیا گیا ہے۔

بہر حال قبرستان میں مسجد تعمیر کرنا اور تعمیر شدہ مسجد میں دو تین قبروں کا آجانا ان دونوں میں واضح فرق ہے، تعمیر شدہ مسجد میں بھی اگر قبر سامنے قبلہ کی طرف ہو تو وہاں نماز پڑھنا درست نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ (صحیح مسلم، الجنائز: ۹۷۲) البتہ نماز جنازہ جس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا، اسے پڑھنے کی خصوصی اجازت ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ (واللہ اعلم)

### قبرستان میں مجاور بٹھانا

#### سوال

ہمارے اہل دیہہ نے قبرستان میں ایک مجاور بٹھانے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ وہ قبروں کی حفاظت کرے اور اس کی خدمت کیلئے ہر گھر سے کچھ طے شدہ رقم لی جاتی ہے، کیا قبروں میں اس طرح مجاور بٹھانا شرعاً جائز ہے، کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دیں؟

#### جواب

قبروں میں کونسا خزانہ مدفون ہے جس کیلئے کسی مجاور کو بٹھانے کی ضرورت ہو، یہ ایک فضول حرکت ہے، دین اسلام اس طرح کے بے فائدہ کاموں کی اجازت نہیں دیتا۔ ۹۷ھ میں حضرت حسنؓ کے بیٹے حسن بن حسن فوت ہوئے تو ان کی شریک حیات حضرت فاطمہ بنت حسین نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگائے رکھا، خاوند کی شدید محبت نے انہیں اس کام پر مجبور کیا، جب خیمہ اکھاڑ دیا گیا تو حائف غیبی سے آواز آئی ”کیا انہوں نے اپنی گم شدہ چیز کو حاصل کر لیا۔“ اس کے جواب میں ایک دوسری آواز سنائی دی ”حاصل کیا ہونا تھا بلکہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔“ (صحیح بخاری، تعلقاً: باب نمبر ۶۱)

ہاتف غیبی سے جو آواز آئی اس سے اس عمل کے ناپسندیدہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے علامہ ابن منیرؒ کے حوالے سے لکھا ہے۔ (فتح الباری ص ۲۵۶ ج ۳)

ویسے بھی قبر پر بیٹھنے کی سخت ممانعت ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، الجنائز: ۹۷۰) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ قبروں پر مت بیٹھو۔ (صحیح مسلم الجنائز: ۹۷۱)

قبروں پر بیٹھنا اور قبروں میں بیٹھنا دونوں کا ایک ہی حکم ہے، اس کے علاوہ قبرستان سے اس قسم کا تعلق رکھنا کئی ایک قباحتوں کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ اس سے اہل قبور سے روحانی فیض لینے کا چور دروازہ کھلتا ہے۔

اس بنا پر ہمارے رجحان کے مطابق اس فضول حرکت کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ اس کیلئے ہر گھر سے مخصوص رقم لے کر مجاور کی ”خدمت“ کا بندوبست کیا جائے، ایک دوسرے پہلو سے بھی اس کی قباحت واضح ہے کہ قبرستان میں نماز وغیرہ نہیں پڑھی جاسکتی، لہذا ایک بے نمازی قبروں کی مجاور کی جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے فضول کاموں سے محفوظ رکھے اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین!



امام مسجد الحرام  
فضیلۃ الشیخ  
ڈاکٹر صالح بن حمید

# امت اسلامیہ، نعمتوں اور آزمائشوں کے مابین

مترجم — جناب حافظ محمد سرور — نظر ثانی — جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد:

لوگو! میں خود کو اور آپ سب کو اللہ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں! اس کا ذریعہ بہترین اثاثہ ہے۔ یہ اللہ کے فضل سے ایسا پہریدار ہے جس کی آنکھ نہیں لگتی، جو غنا چاہے، اسے مزین کر دیتا ہے، جو غریب ہو، یہ اسے صبر سکھاتا ہے اور جو آزمائشوں میں ہو، یہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

اے بندہ! معبود! پیروی اپنا اور بدعت پر نہ چل نقش قدم ڈھونڈ اور نرمالی انج نہ نکال کیونکہ سنت کو تھامنے والا ہرگز راہ سے نہیں بھٹکتا، خیر کی راہ میں کسی کے سامنے سرنگوں ہونا

شر کی راہ میں سردار ہونے سے بہتر ہے۔ اگر تیرا بھائی تجھے نفع نہ دے سکے تو تو اس کا نقصان نہ کر، اگر تجھے خوش نہ کر سکے تو اسے مغموم نہ کر اور اگر تیری تعریف نہ کرے تو تو اسے برا نہ کہہ۔

آدمی کی صورت اس کے لیے باعث عیب نہیں ہوتی بلکہ اس کا کردار اس کے لیے عیب کا باعث ہوا کرتا ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَنْ يُؤْتِ شَيْخًا نَّفْسَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ لَهُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (التغابن)

”لہذا جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو، اور اپنے مال خرچ کرو، یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے جو اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں۔“

اے اہل اسلام! ایک سال کے اختتام اور دوسرے کے آغاز پر غور و فکر کرنا چاہیے، سوچنا چاہیے تاریخ کے نوشتے کو پڑھنا چاہیے۔

اپنی ذات امت کے متعلق دردِ دل سے سوچا جائے تو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ واشگاف محاسبہ کیا

جائے خواہ اس کے لیے سخت بات ہی زبان پر لانا پڑے کیونکہ دوا کڑوی ہی ہوتی ہے۔ سوچنا چاہیے کہ غیرت کہاں ہے؟ دل کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ اور امت کے حالات کیا ہیں؟!

برادران گرامی! امت مسلمہ اور اس کے خطوں پر جاری یورش کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، امت اور افراد امت کے خلاف، اس کے امن و استحکام کے خلاف اور اس کے اتحاد و وحدت کے خلاف کئی منصوبے تیار کیے جا رہے ہیں اور خفیہ ہاتھ امت کو کمزور کرنے، اسے بانٹنے، تقسیم کرنے اور پارہ پارہ کرنے کے درپے ہیں۔

معلومات یوں پھیلتی ہیں کہ خشک بھوسے میں آگ بھی اس تیزی سے نہیں پھیلتی، اس لیے محتاط اور چوکے رہنا حد درجہ ضروری ہے۔ وہ منظم چوپالیں تمہارے سامنے ہیں جو اقوام کو بھڑکانے، اضطراب کو پھیلانے اور فتنوں کی کھیتی کاشت کرنے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے اپناتی ہیں۔

ان لوگوں نے صف میں شگاف ڈالنے، فتنے ابھارنے اور ناامیدی کا بیج بو کر اعتماد سے محروم کر دینے کے لیے کئی وسائل استعمال کیے ہیں۔ عصر حاضر کے لوگوں پر آنے والی آفتوں میں سے ایک معلومات کا وہ منہ زور اور بے فائدہ طوفان ہے جس پر ذرائع ابلاغ اور باہمی رابطے کے وسائل اترا رہے ہیں جس میں جھوٹے اور سچے، دغا باز اور خیر خواہ اور حق شناس اور باطل پرور کی کوئی تمیز نہیں۔

معلومات یوں پھیلتی ہیں کہ خشک بھوسے میں آگ بھی اس تیزی سے نہیں پھیلتی، اس لیے محتاط اور چوکے رہنا حد درجہ ضروری ہے۔ وہ منظم چوپالیں تمہارے سامنے ہیں جو اقوام کو بھڑکانے، اضطراب کو پھیلانے اور فتنوں کی کھیتی کاشت کرنے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے اپناتی ہیں۔

اے احباب گرامی! امت، اسلامیہ اور اس کے

افراد کو ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ کے نازیبا مشاغل میں الجھا دینا، طرح طرح کی جھوٹی اور من گھڑت افواہیں پھیلانا، امت مسلمہ کے خطوں اور ان کے اثاثوں، قیادتوں اور شعاروں پر دھاوا بولنا، اس کی بنیادی اقدار پر کدال چلانا اور اس کے پختہ فکر علماء، محل شہریوں اور وفا شعار رہنماؤں کو اعتمادِ نفس سے محروم کرنا، یہ سب دشمن کی دشمنی کے مظاہر ہیں۔

ان لوگوں کے مضامین، غوغا آرائیوں اور تبصروں کے مقصد محض آگ لگانا اور تشویش پھیلانا ہے، ان کے ذریعے یہ لوگ غلطیوں کی گھاٹ میں رہتے ہیں، لغزشوں کو پھیلاتے ہیں، کامیابیوں کو چھپاتے ہیں اور دوسروں کے حقوق سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ حالانکہ آدمی کے گناہگار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر آنے والی بات کو بغیر تحقیق اور تیقن کے آگے پھیلا دے۔

اس کے ساتھ ان طنزیہ تبصروں پر بھی غور کیجئے جن کے بارے میں دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ان کا مقصد محض ہنسنا اور تسلی دینا ہے حالانکہ یہ بے یقینی، تشویش اور اضطراب پھیلانے کے لیے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

دور حاضر کے فرزندوں اور دختروں کو جان لینا چاہیے کہ اس طرح کے مضامین، تبصروں اور غوغا آرائیوں کو اگرچہ ہنسی اور مذاق یا غیر اہم سے تجزیے کا پہناوا پہنا دیا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ نفسیاتی اور ابلاغی جنگ کے ذریعے فکری غلبان اور نظریاتی تشویش پیدا کرنے، اصولوں پر حملہ زن ہونے، مستحکامات کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے اور اچھی عادات اور عمدہ اطوار کا مذاق اڑانے کا سب سے کارگر ہتھیار ہے۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ فریب خوردہ لوگ جن موضوعات کو ہدفِ خن بنا رہے ہیں، ان کا دور یا قریب سے



بھی ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ یہ موضوعات علماء، رہنماؤں، ماہرین اور مفکرین کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایسے معاملے کے متعلق یوں رہنمائی فرمائی گئی ہے کہ

﴿وَلَوْ دُفِعَ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَكْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ (النساء: 83)

”حالانکہ اگر یہ اُسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔“

اس لیے ان کو ان کے ساتھ کیا نسبت!! اے فرزندان اسلام! اے مسلمانو! معرفت اور

پہلاکتہ یہ ہے کہ اپنے ان بھائیوں کے حالات پر غور کرو جو فتنوں میں گھر گئے اور ان کے گھر قتل گاہوں میں بدل گئے، خاندان در بدر ہوئے، اثاثے لئے اور حالات بگڑ گئے۔

ان کا خیال تھا کہ اس طرح ان کی زندگی زیادہ اچھی، زیادہ پرسکون اور زیادہ خوشحال ہو جائے گی حالانکہ جو بھی قوم اپنے ہی لوگوں اور حکمرانوں پر چڑھائی کرتی ہے، اس کے حصے میں سوائے ناکامیوں اور بربادیوں کی تلخ کامی کے کچھ نہیں آتا۔ یقیناً انہیں بھی احساس ہو چکا ہے اور تمہیں بھی کہ فتنوں میں امن ختم ہو جاتا ہے، خون بہتے ہیں، عزتیں پامال ہوتی ہیں اور زندگی بے قیمت ہو جاتی ہے۔

دوسرا نکتہ حریم پاک کی اس پاک اور مبارک سر زمین کے متعلق ہے، جو مقدس مقامات کی سر زمین ہے،

اسی طرح اسے یہاں آنے والے حاجیوں، مسمرین اور زائرین کی خدمت کا شرف بھی حاصل ہے۔

جہاں ذیر اور کلیسے نہیں ہیں۔ جس کا پرچم اس وقت بھی خم نہیں کیا جاتا جب دوسرے پرچم خم کر دیئے جاتے ہیں۔ جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جائے ولادت، جائے بعثت اور جائے ہجرت ہیں۔ جہاں وحی نازل ہوتی رہی اور جہاں آکر بالآخر ایمان سمٹ جائے گا۔ جو عقل و علم، توحید اور پاکیزہ عقیدے سے اپنے لیے نور حاصل کرتا ہے۔

سنت کے احیاء، بدعت کی تیغ کئی، خرافات سے دوری اور غیر اللہ کے ساتھ وابستگی جو بعض حالات اور صورتوں میں شرک تک جا پہنچاتی ہے، اس کے مظاہر کا خاتمہ، یہ اور ان جیسے کتنے ہی عظیم کام ہیں جو اس ملک میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

یہ وہ ملک ہے جو شریعت نافذ کرتا ہے، جہاں اللہ کی حدود قائم کی جاتی ہیں، جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم ہے، جس کی مسجدیں آباد ہیں اور جہاں نماز کی خاطر بازار بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اسی مبارک ملک اور اسی بابرکت وحدت میں اس طویل ترین غیر منصفانہ دور کی بساط لپیٹی گئی جو سال ہا سال چلتا رہا تھا اور جس کے دوران اس خطے کو مختلف قبائل اور حکومتوں کی

طرف سے مسلط کردہ انتشار، تفریق، اختلاف، جہالت، بیماری اور دین کی کمزوری جیسے مظالم برداشت کرنے پڑے۔

جی ہاں! یہی ملک تھا جو دو مختلف زمانوں اور مختلف تاریخوں کے درمیان حد فاصل بنا۔ اس ملک کی بنیاد ایک جامع اور مبارک وحدت و توحید پر ہے جس نے ہمہ گیر اور عظیم تبدیلی پیدا کی، جو صرف جزیرہ عرب تک محدود نہ رہی بلکہ اس کے اثرات دنیا کے تمام کونوں بالخصوص براعظموں اور اسلامی ملکوں تک پہنچے جس سے بدعات کی تاریکیاں چھٹ گئیں، خرافات کا خاتمہ ہوا اور گمراہیاں جاتی رہیں۔

ایسی توحید اور یگانگی جس نے خطے کی تاریخ بدل ڈالی اور قوت کے معیارات تبدیل کر دیئے اور ملک عزت و انتظام کی حالت سے نکل کر موثر اور انقلاب آفریں کردار ادا کرنے لگا اور عالمی و علاقائی سطح پر ابھر کر سامنے آ گیا۔

اس مبارک وحدت کے ظہور پذیر ہونے سے بہ استثنائے حریم پورا ملک تاریخ سے الگ تھلگ تھا اور

جو روئے زمین کا سب سے افضل اور پاکیزہ خطہ ہے، جو توحید اور اتحاد کا ملک ہے، جسے اللہ نے باہمی یگانگی سے نوازا ہے اور جس کے باسیوں اور مسافروں پر اللہ نے انعام کیا ہے، انہیں فقر کے بعد تو گری، تفریق کے بعد اتحاد اور جہالت کے بعد علم سے آشنا کیا جبکہ ان کے آس پاس کے خطوں سے لوگ اچک لیے جاتے ہیں۔

یہ وہ ملک ہے جو شریعت نافذ کرتا ہے، جہاں اللہ کی حدود قائم کی جاتی ہیں، جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم ہے، جس کی مسجدیں آباد ہیں اور جہاں نماز کی خاطر بازار بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جو شریعت کو اپنی شاہراہ حیات اور اپنے تمام شعبوں پر حاکم قرار دیتا ہے۔

جہاں تمام نشے والی چیزوں سے روکا جاتا ہے اور نشہ آور اشیاء کو پھیلانے والا تو درکنار ان اشیاء کو استعمال کرنے والا بھی سزا پاتا ہے۔

وہ خطہ جہاں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور یہ ان کی خدمت و نگہداشت کے شرف سے بہرہ مند ہے،

اور اک کا سب سے آسان طریقہ حصول عبرت و نصیحت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر: 2)  
”بس عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو۔“ اور فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولَى الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (يوسف: 111)

”اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے عبرت ہے یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت۔“

اسی تناظر میں غور و فکر کے لیے دو نکات پیش خدمت ہیں۔ شاید ان میں وہ عبرت ہو جو بیدار کر سکے اور غور و فکر کا اتنا سامان ہو جو بات سمجھا دے۔



طاعت پر عمل کیا جائے اور پختہ فکر اہل علم کی جانب رجوع کیا جائے تو ان عوامل سے مذکورہ ساری مصلحتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

صالح دمشقؒ نے ایک روز اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے! اگر تیرا ایک دن اور ایک رات اس حال میں گزر جائے کہ ان میں تیرا دین، جسم، مال اور اہل و عیال سلامت رہے ہوں تو کثرت سے اللہ کا شکر ادا کر۔ یونکہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کا دین چھن جاتا ہے، اختیار سلب ہو جاتا ہے، پردہ چاک کر دیا جاتا ہے اور کمر ٹوٹ جاتی ہے لیکن تجھے اللہ کی عافیت، امان اور پردہ پوش حاصل ہے۔

اس لیے تم بھی اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تمہیں اور عطا کرے اپنے آس پاس ہونے والے واقعات پر غور کرو تاکہ تمہیں اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کا اندازہ ہو۔ پھر اس کی تعریف کرو اور اس کا شکر بجالاؤ اور اپنے بھائیوں کے لیے دعا کرو کہ اللہ انہیں جلد آسانی عطا کرے۔ ان کے خوف کو امن میں بدل دے، انہیں متحد کر دے اور ان کی پریشانی اور تکلیف ختم کر دے۔

﴿وَ اذْكُرُواْ اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَتَخَفَتُمْ اَنْ يَّتَخَفَكُمُ النَّاسُ فَاَوْسَمَكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِبَنِيصِهِ وَ زَكَّاهُمْ مِّنَ الظَّالِمِيْنَ اَلَيْسَ لَكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (الانفال)

”یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔“

#### دوسرا خطبہ:

اے پیروان اسلام! غلطیاں اور خامیاں ضرور موجود ہوتی ہیں لیکن ایک مسلمان اور وفادار شہری تو کیا، کسی عام عقلمند کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہوتا کہ ان غلطیوں کا حساب ملک اور خطوں کے امن اور اتحاد سے وصول کرے۔ جی ہاں، یقیناً کمال کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا،

قوانین سے غفلت کا نتیجہ ہے۔

دین ہی ہے جو اس ملک کی بنیاد اور عصیت ہے اور جو بھی ملک اپنی بنیاد اور عصیت سے ہٹے، صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔ اس مبارک دعوت کے آغاز سے پہلے کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

چنانچہ اس ملک کے لیے اسلام کا نفاذ، اس کا التزام اور اس کی جانب دعوت دینا محض ایک سرگرمی اور ذمہ داری نہیں بلکہ اسلام اس ملک کی روح، منہج، ہدف اور زندگی ہے جسے وہ اپنے تمام شعبوں، سرگرمیوں اور اعمال میں اپناتا ہے۔ اس کے دستور میں وضاحت کے ساتھ یہ بات درج ہے۔

برادران گرامی! اے نوجوان! جس قوم کو اس کے ملک میں اللہ تعالیٰ نے ایسی پختہ وحدت، ایسی جامع قیادت اور ایسی پرسکون زندگی کی خصوصیات سے نوازا ہو،

**اس لیے خبردار! خبردار! عبرت بننے سے پہلے عبرت حاصل کرلو۔ ڈرو اس دن سے جب ان خوبصورت دنوں کی یاد میں آنسو بہانے پڑیں۔**

اس کا حق ہے کہ اس نعمت کی پوری قدر کرے اور پوری قوت، عزم اور توانائی سے اس کی پاسبانی کرے۔

اس لیے خبردار! خبردار! عبرت بننے سے پہلے عبرت حاصل کرلو۔ ڈرو اس دن سے جب ان خوبصورت دنوں کی یاد میں آنسو بہانے پڑیں۔ ڈرو اس برے دن سے جب آج کے خوشگوار اور امن سے بھرپور دنوں کی یاد میں ماتم کرنا پڑے۔ تم اپنے گھروں میں اپنے اہل و عیال، دوستوں، رشتہ داروں، ہم وطنوں اور مہمانوں کے ساتھ پورے سکون سے رہ رہے ہو اور اللہ کی امان اور حفاظت میں رہتے ہوئے صبح اور شام بغیر کسی کھٹکے کے بازاروں، تعلیمی اداروں، یونیورسٹیوں، تفریح گاہوں، دفتروں اور کاموں پر آ جاسکتے ہو۔

یکجہتی، ہم آہنگی، مسلمہ قیادت کا اتحاد اور دین اور اس کے شعائر کا نفاذ وہ تمام مصلحتیں ہیں جن میں توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر اخلاص کے ساتھ دینی شعائر پر عمل پیرا رہتے ہوئے عقیدہ اور بیعت کے تقاضوں کو نبھایا جائے، جماعت کے ساتھ ربط قائم رہے، سمع و

دوسروں کے ساتھ اشتراک و تعاون اور تاثیر کی خوبیوں سے محروم تھا۔ حتیٰ کہ حرمین تک پہنچنے کا راستہ بھی غیر محفوظ اور دشوار تھا۔

اس تاریخی دور میں کوئی حکمران بھی اُتی سکتا نہ رکھتا تھا کہ امن کو فروغ دے، اتحاد و وحدت کو پروان چڑھائے، اختلاف کا خاتمہ کرے۔ در دین قائم کرے یا شریعت نافذ کرے بلکہ خلافت راشدہ کے بعد پے در پے قائم ہونے والی اسلامی خلافتیں اور ممالک بھی اتنی طاقت نہ رکھتے تھے کہ حج کے راستے کو محفوظ بنائیں اور یوں مسلمانوں کی یہ مشکل کئی صدیوں تک جاری رہی حتیٰ کہ مغربی علماء نے یہ فتویٰ دے دیا کہ راستہ غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اس طرف کے لوگوں سے فریضہ حج ساقط ہو چکا ہے۔ قتل و غارت، ظلم اور لوٹ مار کے واقعات سے دل بھرا آتا تھا اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔

بالآخر اللہ نے حاجیوں اور ان کے راستوں کو محفوظ اور پر امن بنانے اور اتحاد و یکجہتی قائم کرنے کا شرف اس مبارک ملک کو عطا کیا۔ اس کی فرمانروائی رحمت اور اس کی حکومت نعمت ثابت ہوئی اور یہاں آنے والے حاجی، زائر، مسافر اور مسافر پوری خدمت و نیکداشت اور امن و امان سے بہرہ یاب ہونے لگے اور اطمینان و سلامتی کے ساتھ واپس جانے لگے۔ یوں دن بدل گئے اور لوگوں کو سکھ میسر آیا۔ چنانچہ اللہ ہی کی تعریف اور اسی کا احسان ہے۔

اے مسلمانوں! اے نوجوانو! یہ مبارک ملک کسی مخصوص زبان، تاریخ یا یہاں رہنے والی غالب اکثریت کی طرف نہیں بلاتا، بلکہ یہاں تمام عناصر، تمام مذاہب، تمام قبائل اور تمام خطے باہم اکٹھے ہیں۔ اسلام کے علاوہ کوئی مکثہ اتحاد نہیں۔ اسلام ہی اس کا منہج، نظام اور عصیت ہے۔ ملک کی ان بنیادی اقدار میں کسی بھی طرح کی دراڑ ڈالنا، ان کی حفاظت میں کوتاہی کرنا یا ان کی طرف سے چشم پوشی کرنا ایک تخریبی عمل ہوگا جس کا اثر اس کے حجم کے مطابق ضرور ظاہر ہوگا۔

قابل تعجب ہے وہ شخص جو دین میں اور اس ملک میں تفریق قائم کرنا چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس ملک اور دین کا باہمی تعلق ایک معاہدے جیسا ہے جسے ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ اقوام و ممالک اور تاریخ میں جاری اللہ کے

## مقالات کا مجموعہ

- ① انتخاب حدیث (تغییر اخلاق میں فرامین نبوی ﷺ کا بے مثال انتخاب)
- ② دین میں غلو ③ سنت قرآن حکیم کی روشنی میں
- ④ اتحاد ملت اور سنت ⑤ اسلام میں سنت کا مقام
- ⑥ حقیقت دعا اور رمضان المبارک
- ⑦ معیاری خاتون ⑧ مسلم خاتون
- ⑨ خطبہ نکاح اور مسلم معاشرے میں خواتین کا اعزاز
- ⑩ قرآن مجید کے بنیادی اصول
- ⑪ دینی جماعتیں اور انتخابی سیاست
- ⑫ نفاذ شریعت کی برکات و ثمرات
- ⑬ تاریخ رحمانیہ
- ⑭ تغیر سیرت و اخلاق احادیث کی روشنی میں
- ⑮ مسائل طہارت و نماز
- ⑯ اخلاق الاجتماعیہ (ترجمہ)

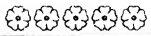
(مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری حیات و خدمات:

ص ۲۲۶-۲۲۹)

مولانا عبدالغفار حسن نے ۲۲ مارچ ۲۰۰۷ء کو اسلام

آباد میں رحلت فرمائی۔ عمر ۹۳ سال ۸ ماہ تھی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ  
اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ



## الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ 2015ء کی "الاسلام" ڈائری کی ترتیب کا کام جاری ہے احباب جماعت اولین فرصت میں اپنے اشتہارات اور اہم فون نمبر جلد ارسال فرمائیں تاکہ ڈائری بروقت شائع ہو سکے۔ یاد رہے کہ سابقہ فون نمبر ختم کر دیئے ہیں۔

ایک صفحہ نوکلر اشتہار	2,500 روپے
ایک صفحہ سٹنکل کلر اشتہار	1,500 روپے
نصف صفحہ سٹنکل کلر اشتہار	800 روپے
قیمت فی ڈائری	350 روپے

نوٹ: اشتہار کے ساتھ اس کا ذرا شاعت آنا ضروری ہے۔

رابطہ: ادارہ الاسلام ڈائری دفتر ہفت روزہ اہل حدیث  
چوک اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 0300-4478611

042-37720257 - 055-4443265

احباب اپنے اشتہارات بغیر اس ای میل پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Weeklyahlehadith@yahoo.com

یہی وہ اسباب ہیں جنہیں اپنانے سے ملک و قوم

کی حفاظت کے لیے اور اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں یعنی دین، اتحاد، امن اور خوش کن زندگی کا شکر ادا کرنے کے لیے تمام لوگ باہمی محبت کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ سب ایک ہی جہاز میں سوار ہیں، یا سب بچیں گے یا سب ڈوبیں گے۔ کوئی بھی قوم جب تفرقہ بازی میں پڑتی ہے، بگڑ جاتی اور ہلاک ہو جاتی ہے اور جب اکٹھی ہو جاتی ہے تو سنسور جاتی ہے اور حکمرانی کرتی ہے اس لیے جماعت رحمت ہے اور تفرقہ بازی عذاب۔

اللہ تعالیٰ عمل صالح کی توفیق دے۔ آمین!



## کاروان علم و ادب

## بقیہ

کی بنیاد رکھی تو مولانا عبدالغفار حسن نے جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی اور ۷ سال تک جماعت اسلامی کے رکن رہے۔ مولانا سید مودودی کے جیل جانے پر قائم مقام امیر بھی رہے۔

۱۹۶۳ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں حدیث نبوی ﷺ پڑھانے پر مامور ہوئے اور ۱۹۸۰ء تک حدیث، علوم حدیث اور اسلامی عقائد پر محاضرات دیتے رہے۔

۱۹۸۱ء میں پاکستان واپس تشریف لے آئے اور مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف مرحوم کے جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد میں صحیح بخاری پڑھانے پر مامور ہوئے اور ۱۹۸۵ء تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ اسی سال ۱۹۸۱ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر نامزد ہوئے اور ۱۹۹۰ء یعنی ۹ سال تک آپ کونسل کے رکن رہے۔

جب مولانا عبدالغفار حسن نے اسلامی نظریاتی کونسل سے علیحدگی اختیار کی تو مستقل طور پر اسلام آباد میں اقامت گزریں ہو گئے اور اپنا سارا وقت مطالعہ میں گزارتے۔ ان کی زندگی کا بہت زیادہ حصہ تدریس میں گزارا اس لیے تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ تاہم چند چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① عظمت حدیث (دفاع عن السنہ) حمایت حدیث میں

غلطیاں ہو جاتی ہیں بلکہ ہوئی ہیں۔

اصل مطلوب یہ ہے کہ باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کی جائے، عمدہ طریقے سے اصلاح ہو، دل صاف ہوں، اصلاح میں اخلاص کا پہلو اور خیر کے حصول اور شر کے ازالے کا پختہ عزم ہو۔

عدل تقویٰ کا معیار ہے، وطن کی یہ تصویر پیش کرنا کہ وہ خیر سے یکسر محروم ہے، ہمدردی اور خیر خواہی نہیں ہے یقیناً یہ کوئی دیندار، اخلاص اور ہمدردی نہیں کہ انتشار اور فساد پھیلانے کے مواقع ڈھونڈے جائیں۔

جو آدمی تنقید اور آزادی رائے کے نام پر اپنی معاشرتی اقدار اور ملکی بنیادیں منہدم کرتا ہے، وہ مخلص نہیں ہے۔ وہ آدمی سچا، خیر خواہ اور مخلص نہیں جو سمجھتا ہے کہ وطنیت اور اسلام میں تعارض ہے اور پھر اس پر مستزاد یہ سمجھتا کہ نفاذ شریعت کا مطلب ملکی مصلحتوں کو ختم کر دینا ہے۔ اللہ ہمیں بچائے!

ایک قول حکمت ہے کہ "اگر تو کسی شخص کو پہچانا چاہے تو ایمان کے ساتھ اس کی وابستگی، وطن کے لیے اس کا اشتیاق، بھائیوں کے لیے اس کی بے تابی اور زمانہ ماضی کے ساتھ اس کا تعلق دیکھ لے یوں تجھے اس کی پوری پہچان ہو جائے گی۔"

جی ہاں! سب سے بڑا خیر خواہ اور سچا مخلص وہ ہے جو اپنوں کو اکٹھا رکھنے اور اپنی قوم کے کارناموں اور اپنے ملکی اثاثوں کی حفاظت کرنے کے لیے پوری طرح حریص ہو۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "صرف اس شخص کی صحبت اختیار کر جو تیرا راز دار ہو، تیرے عیب پر پردہ ڈالے، تیری خوبیوں کو پھیلائے اور تیری خامیوں کو لپیٹے، اگر تجھے کوئی ایسا شخص نہ ملے تو کسی کی بھی صحبت اختیار نہ کر۔"

اللہ آپ کی سب کی حفاظت فرمائے اور آپ پر اپنی نعمتیں، فضل اور امن و امان ہمیشہ برقرار رکھے۔ یاد رکھیے کہ اللہ پر ایمان، یقین توکل اور اعتماد رکھتے ہوئے عبادت و اطاعت، دعا اور گریہ و زاری میں اپنے نفس کو کھپانا، دین کا فہم حاصل کرنا، برگزیدہ اور نیک اہل علم کی صحبت اختیار کرنا، سلف صالحین کے منہج اور سیرتوں پر غور و فکر کرنا اور مسلمانوں کی جماعت اور امام کو لازم پکڑنا طبیعت میں ٹھہراؤ اور سکون پیدا کرنے کے بڑے بڑے

اسباب میں سے ہیں۔



دے اور قوت فہم کو استفادہ کا موقع مل جائے۔ ارشاد حقانی ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾

”تحقیق گنتی مہینوں کی، اللہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہیں۔ سچ کتاب اللہ کے جس دن پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ان میں چار مہینے حرام ہیں۔“  
ان چار ماہ کا ذکر قرآن میں اجمالاً آیا ہے ان میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ ان میں ابتداء لڑائی حرام ہے لیکن نہ قرآن میں بارہ مہینوں کے نام مذکور ہیں اور نہ چار ماہ کا کوئی تفصیلی ذکر موجود ہے۔ یہ تذکرہ احادیث میں ملتا ہے یا عرب کی تاریخ میں معلوم نہیں کہ ہمارے اہل قرآن کو کتنا مقدس ذخیرہ قبول فرمائیں گے۔

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا كِتَابُ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

”چور عورت ہو یا مرد اس کا ہاتھ کاٹ دو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے کیے کی جزا ہے۔“

”یہ“ کا لفظ عربی زبان میں ناخن سے لے کر کندھے تک بولا جاتا ہے

قرآن نے اس کے کانٹے کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس کی حد بیان نہیں فرمائی، تو اثر عملی سے ثابت ہوتا ہے کہ چور کا ہاتھ کلانی سے کاٹنا چاہیے اور اس کی بناء سنت پر ہے۔ سنت کی حجت کا انکار کر دیا جائے تو ہاتھ یا تو ”بغل“ سے کاٹنا ہوگا یا کوئی اور مستند شرعی حد تلاش کرنا ہوگی۔ یہ قرآن میں سے سنت کے لیے ایک آواز ہے۔ قرآن کا مفہوم عمل کے لیے سنت کی ترویج کے بغیر صاف نہیں اور یہ دلیل ہے کہ سنت حجت ہے۔

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

”جب نماز کا ارادہ کرو تو منہ کو دھو لو اور ہاتھوں کو کہنوں تک اور سر کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لو۔“

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَسْتُمْ عَلَىٰ الْمَاءِ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا



قطبہ (آخری)

جناب مولانا اسماعیل سلفی مدظلہ

# مقام حدیث ..... قرآن کی روشنی میں

ہیں کہ ہمارے پاس روپیہ بھی ہے اور زمین بھی تو اس مثال میں روپیہ اور زمین ایک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دونوں الگ الگ ہوں گے۔

مولوی عبد اللہ چکرا لوی آنجنابی ”الرسول“ سے بھی قرآن ہی سمجھتے تھے اور یہ میری رائے میں جہل عظیم ہے اور عربی سے ناواقف پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ دعوت الرسول کا مطلب آنحضرت ﷺ کی سنت کی طرف دعوت کے سوا کوئی بھی نہیں ہو سکتا اور یہ دونوں بظاہر دو مستقل چیزیں ہیں اور دونوں کی حیثیت مساوی ہے۔

[أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ] الرسول دعوت آسمانی کا ایک مستقل رکن ہے جب ہر سنت صالحہ قابل اتباع ہے تو سنت رسول کو اس سے کیونکر محروم رکھا جائے؟ سنت رسول کی حجت اور استقلال کا مفہوم قرآن میں اس قدر عام اور واضح ہے کہ سینکڑوں آیات اس موضوع پر جمع کی جاسکتی ہیں۔ توجہ کے لیے صرف مذکورہ آیات زیر قلم آئی تھیں تاکہ قرآن مجید کے طالب علم اس سچ پر سوچنے کی کوشش کریں۔

قرآن کی دعوت:

بعض آیات قرآن عزیز میں اس طرح مذکور ہوئی ہیں کہ قرآن کا مفہوم حدیث کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، یہ قرآن کی دعوت ضرورت حدیث کو ثابت کر رہی ہے اشارۃً لئیس کے طور پر قرآن مجید ضرورت حدیث کو ثابت فرماتا ہے۔ مگر حدیث سے مؤدبانہ استدعاء ہے کہ بحیثیت طالب علم قرآن میں اس طریق پر بھی غور کی تکلیف گوارا کریں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو کھول

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَتَيْنَاكَ بِرُءُوسِكَ لِتُبَيِّنَ بِهِ الْمُتَقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدُنَّا﴾

”ہم نے قرآن کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے تاکہ آپ بشارت اور انداز دونوں مقاصد کو پورا کر سکیں۔“

”لسان“ سے مراد عربی زبان یا آنحضرت ﷺ کے ارشادات بصورت سنت و حدیث دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں دوسرا احتمال رائج ہے صرف عربی زبان مراد لینا ٹھیک نہیں۔ یہاں لسان کی اضافت ”ک“ خطاب کی طرف ہے۔ معلوم ہے کہ عربی زبان لاکھوں آدمی بولتے ہیں اس تخصیص بالاضافات سے کیا فائدہ؟ عربی زبان میں نزول ایک دوسری خوبی ہے جس کا تذکرہ قرآن نے دوسرے مقامات میں فرمایا: ”لسان“ سے مراد یہاں عربی زبان لی جائے تو ”طیش“ میں لام تعلیل بالکل بے کار ہوگا، یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت نہ رہے گی بلکہ ہر صاحب زبان ایسا کر سکتا ہے۔ آیت کی ترتیب میں کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾

”جب تم ان کو اللہ کی رحمت اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسوم و عادات کافی ہیں جو اپنے بزرگوں نے ہمیں وراثت میں ملی تھیں۔ گو وہ بزرگ علم و ہدایت سے یکسر خالی ہوں۔“

”الی الرسول“ بصورت عطف مذکور ہوا ہے اور صوم معلوم ہے معطوف اور معطوف علیہ عام حالات میں دونوں مستقل ہوتے ہیں اور مغائر بالذات جب ہم کہتے

میری دانست میں ہمارے ان آزاد منش حضرات کی جگہ یا اباحت میں ہے یا اشتراکیت کی دستوں میں کسی باقاعدہ مذہب میں (کفر ہو یا اسلام) ہمارے ان دوستوں کے لیے بظاہر کوئی جگہ نہیں ہے۔



## طب و صحت

## بقیہ

☆ موسم سرما میں مغزیات جن میں تل بھی شامل ہیں کا استعمال ایک نایاب کام کا درجہ رکھتا ہے۔ خصوصاً دماغی کام کرنے والے طلبہ اسے ضرور استعمال کریں۔ اس سے حافظہ بہتر ہوتا ہے، خون کی کمی جاتی رہتی ہے اور اعصاب کو تقویت ملتی ہے۔

☆ وہ لوگ جنہیں بلند فشار الدم (ہائی بلڈ پریشر) کا عارضہ ہو، مغزیات کے استعمال سے احتیاط کریں، ویسے بھی ہر شے کے استعمال میں اعتدال ہی کی راہ مناسب ہے اور یہی راہ فطرت ہے۔ عدم توازن ہی امراض پیدا کرتا ہے۔

## تل کھانے کا طریقہ:

تلوں کو بھون لیں اور تھوڑی مقدار میں شہد ملا لیں۔ روزانہ دو سے تین چمچ کھا سکتے ہیں۔ تلوں کو بھون کر رکھنے سے خراب نہیں ہوتے اور یوں ان کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ تلوں کے کھانے کے بعد اگر سرکہ یا انار دانہ لے لیا جائے تو بہتر ہے۔ سرکہ یا انار دانہ معدہ کی کیفیت کو تبدیل نہیں کرتے بلکہ معتدل رکھتے ہیں۔

بعض ماڈرن لوگ تلوں کو قدامت کی نشانی خیال کرتے ہوئے استعمال نہیں کرتے مگر انہیں معلوم نہیں کہ قدرت نے اس نعمت میں کس قدر فوائد رکھے ہیں۔ موسم سرما میں بھرپور استعمال کر کے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

**خط و کتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی، مطلب ہمدرد**

حکیم مولانا علامہ اقبال ناؤن۔ لاہور فون 042-37803520

## ضروری وضاحت!

”اہل حدیث“ کے گذشتہ شمارہ میں محترم حافظ حفیظ اللہ اعوان ایم اے کا مضمون ”حضرت مولانا غلام حسن فاروقی کے حالات زندگی پر شائع ہوا۔ یہ مضمون پہلے کا لکھا ہوا تھا اس لیے اس میں سیالکوٹ شہر میں اہل حدیث کی اٹھارہ جامع مساجد کا ذکر ہے جب کہ اب محمد اللہ شہر میں اہل حدیث کی ایک سو سے زائد مساجد ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ (ادارہ)

”وضو کی آیت مدینہ میں نازل ہوئی اور وضو نماز سمیت مکہ میں فرض ہوا۔ اسی طرح جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہوا تھا لیکن سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی ان حالات سے واضح ہوتا ہے کہ اثبات حکم میں سند پر اعتماد کیا گیا اور قرآن میں اس کی تائید فرمادی گئی۔“

﴿وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْحَقِّ وَالْزُّكُوَّةِ﴾  
”قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ۔“

نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن میں بار بار آیا ہے لیکن تعین اوقات، رکعات و وظائف اور ادا کی تفصیل قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ مختلف قسموں کے احوال میں نصاب کا تعین، مقدار زکوٰۃ کی وضاحت قرآن میں نہیں ہے۔ جن حضرات نے ان تفصیلات کو سنت سے الگ طے کرنے کی کوشش کی ہے وہ اپنی کوشش میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ اس لیے خود قرآن مجید حجیت حدیث کا مطالبہ کر رہا ہے۔

## اہل قرآن:

اہل قرآن سے ادباً گزارش ہے کہ جہاں تک اسلام اور اس کی تعلیمات کا تعلق ہے سنت کی حجیت اور تسلیم احادیث کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تعلیمات اسلامی میں اس کی حیثیت ایک ایسے جزء کی ہے جس کے انکار سے حقیقت ایمان میں فرق آتا ضروری ہے۔ افکار نبوت اور فرامین نبوت میں چنداں فرق نہیں۔ ایمان پیغمبر کے جسم پر نہیں بولا جاتا بلکہ اس کے ارشادات پر ہی بولا جاتا ہے۔ جہاں تک ایمان و دیانت کا تعلق ہے مگرین سنت اور حجیت حدیث کے لیے یہاں ٹھکانا نہیں ہے۔ بلکہ ”طلوع اسلام“ اور اس قسم کے دوسرے لادینی رسائل ذہنوں کی تربیت کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ اسلامی تربیت نہیں بلکہ اس آزادی کو دیکھتے ہوئے جس کی تلقین ان لوگوں کا شیوہ ہو چکا ہے خیال پیدا ہوتا ہے کہ کسی باقاعدہ اور منظم کفر میں بھی ان کے لیے جگہ نہیں ہے۔ یہودیت اور نصرا نیت کفر ہیں لیکن ان کا قانون بھی توڑنے کے بعد انسان ان کی طرف نسبت نہیں کر سکتا۔ بت پرستی بھی ایک قانون ہے اور اس کی کچھ حدود ہیں ایک آزاد منش آدمی وہاں بھی اسی وقت تک رہ سکتا ہے جب کہ ان کی پابندیوں کو قبول کرے۔

مَاءً فَتَمِيمًا صَبِيحًا فَطَبِيحًا فَمَسْحُورًا يَوْمَئِذٍ كَلَّمَكَ  
”اگر بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال مضر ہو یا پیشاب پاخانہ یا لمس کی وجہ سے وضو ٹوٹ چکا ہو اور پانی دستیاب نہ ہو سکے تو تیمم کے لیے پاکیزہ مٹی منہ اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تعالیٰ مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا اور اپنی نعمت پورا کرنا چاہتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔“

اس آیت میں وضو اور تیمم کی وضاحت کی گئی ہے وضو اس سے پہلے موجود تھا ۱۲ نبوی بوقت معمران نماز فرض ہوئی وضو بھی اس وقت بتا دیا گیا۔ چنانچہ آٹھ سال آنحضرت ﷺ اس ہدایت کے مطابق نماز ۱۱۱ فرماتے رہے اور با وضو نماز ہوتی رہی۔ آٹھ سال کے بعد ۶ھ میں سورہ مائدہ نازل ہوئی اس میں وضو کی ترتیب بتا کر آٹھ سال کے عمل کی تائید فرمادی گئی آٹھ سال تک جو کچھ ہوا سنت کے مطابق ہوا تھا۔ آٹھ سال بعد قرآن میں اس کی تائید فرمادی گئی اگر حدیث حجت نہ تھی تو وضو کیوں کیا گیا؟ شاید اپنے مسلک کی فتح میں بے وضو پڑھنے کو ترجیح دی جائے لیکن شاید وجود اس کے خلاف ہے۔

آیت کے دوسرے حصے میں تیمم کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس میں ہاتھوں کا ذکر آیا ہے لیکن حد نہیں بتائی گئی کہ آیا اس میں کلائی تک ہاتھ شامل ہو گا یا مرفقین تک یا بغل تک کوئی وضاحت بھی قبول کی جائے اس کی بنیاد سنت پر ہوگی قرآن اس میں خاموش ہے اور قرآن خود توجہ دلاتا ہے کہ ان احکام کی عملی صورت آنحضرت ﷺ کے عمل سے معلوم ہوگی اور یہ حجیت سنت کے لیے ایک اضطراری دعوت ہے۔ آیت کے نزول اور وضو کی فریغیت میں آٹھ سال کے فرق کا ذکر پہلے علماء نے بھی فرمایا ہے۔ مفتاح السعاده ”الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی“ ابجد العلوم للنوای، کشف الظنون وغیرہ میں ہے:

”المثال الثانی آیت الوضوء إنها مدنیة إجماعاً وفرضه كان بمكة مع فرض الصلوة وکآية الجمعة فإنها مدنیة والجمعة فرضت بمكة قیل والحكمة فی ذلك تاکید حکم السابق بالآیة۔“  
(أبجد العلوم للنوای صدیق)



مرحومین

# کاروانِ علم و ادب

جناب عبدالرشید عراقی



مولانا محمد علی قصوریؒ

(۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء)

مولانا محمد علی قصوریؒ خاندانِ سعادتِ قصور کے چشم و چراغ تھے۔ آپ پنجاب کے مشہور عالمِ دین اور وکیل مولانا عبدالقادر قصوری (م ۱۹۴۲ء) کے صاحبزادے تھے۔ مولانا محمد علی عالمِ نبیل ہونے کے ساتھ ساتھ کیمبرج یونیورسٹی کے گریجویٹ بھی تھے۔ مولانا محمد علی نے اپنے ذریعہ معاش کے لیے بمبئی کو اپنا مرکز بنایا اور اس کے ساتھ دینِ اسلام کی اشاعت کے لیے کوشاں رہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ مولانا عبدالقادر قصوری کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

”مولانا عبدالقادر قصوری نے اپنے ایک صاحبزادہ کو ایک طرف عالم بنایا اور دوسری طرف کیمبرج کا گریجویٹ (محمد علی قصوری) دوسری طرف دوسرے بیٹے کو عربی و انگریزی کی تعلیم دلائی (محی الدین احمد قصوری)۔“ (یادِ رفتگان: ص ۲۳۱)

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”مولانا محمد علی قصوری ۱۹۱۱ء کو کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور کیمبرج میں مسلم ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔ کیمبرج میں طلباء اور اساتذہ کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔“ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن: ص ۵۹۷)

برصغیر کی تحریکِ آزادی میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ تحریکِ خلافت اور دوسری کئی تحریکات میں ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی دور میں بعض خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ دہلی یہ خبر پہنچی کہ انگریزوں نے روس کے گٹھ جوڑ سے افغانستان پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو مولانا محمد علیؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ حکیم اجمل خاںؒ ڈاکٹر انصاری نے مولانا محمد علی قصوری کو یہ مشورہ دیا کہ وہ

شہر سے نکال دیا اور آپ قصور چلے گئے۔ ۱۹۱۲ء میں جب مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے ہفت روزہ ”الہلال“ جاری کیا تو اس میں مولانا محی الدین کا پہلا مضمون ”صدائے ملت“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ (۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

مولانا ابوالکلام آزاد نے مولانا محی الدین قصوری کو اپنے پاس کلکتہ بلا لیا اور آپ نے کچھ عرصہ ”الہلال“ میں کام کیا۔ پھر مولانا محی الدین نے اپنا ذاتی اخبار روزنامہ ”اقلام“ جاری کیا۔ اس اخبار کے مگران مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ پھر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ انگریزی حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد کو گرفتار کر کے رانچی میں نظر بند کر دیا اور ”اقلام“ بند ہو گیا اور مولانا محی الدین احمد اپنے وطن قصور واپس ہو گئے۔

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں حکومت نے مولانا محی الدین احمد قصوری کو بھی گرفتار کر لیا اور تین سال تک آپ امیر زنداں رہے۔

**برصغیر کی تحریکِ آزادی میں مولانا محمد علی قصوریؒ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ تحریکِ خلافت اور دوسری کئی تحریکات میں ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔**

مولانا محی الدین احمد قصوری بڑے بلند مرتبہ مضمون نگار تھے۔ ان کے مضامین ہفت روزہ ”الہلال“ اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۹۶۳ء) کے ہفت روزہ ”توحید“ امرت سر میں شائع ہوتے تھے۔ اخبار ”توحید“ امرت سر میں مولانا محی الدین احمد قصوری کا ایک مضمون ”تیرہویں صدی کا مجاہد اعظم“ شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون امیر حضرت سید احمد شہید رائے بریلی اور ان کے بعض رفقاء کے تعارف کے بارے میں تھا۔ اس مضمون کا عربی میں ترجمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) نے ”ترجمۃ السید الامام“ کے عنوان سے کیا۔ جو مصر کے مجلہ ”المنار“ میں شائع ہوا۔ مجلہ ”المنار“ کے مدیر علامہ سید رشید رضا (م ۱۳۵۳ھ) تھے۔

مولانا محی الدین احمد قصوری کو قرآن مجید سے بہت زیادہ شغف تھا۔ آپ نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر لکھی ہے:

- ① تفسیر سورہ فاتحہ ⑤ تفسیر سورہ یوسف
- ② تفسیر سورہ نور ⑥ تفسیر سورہ الانبیاء کی آیت ۸۷
- لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

”مولانا محمد علی قصوری نے برصغیر کی تحریکِ آزادی میں بڑی جدوجہد کی کافی عرصہ مجاہدین کے ساتھ رہے اور گرفتار رہے۔“ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن: ص ۵۹۸)

مولانا محمد علی قصوری تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ”قرآنی دعوتِ انقلاب“ اور ”مشاہداتِ کابل و یاغستان“ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

مولانا محمد علی قصوری نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو لاہور میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

**مولانا محی الدین احمد قصوریؒ**

(م ۲۳ جنوری ۱۹۷۱ء)

مولانا محی الدین احمد قصوریؒ مولانا عبدالقادر قصوری کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ تعلیم بی اے تھی دینی تعلیم اپنے دور کے جید علمائے کرام سے حاصل کی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد محبوب عالم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ میں ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے۔ جنگِ بلقان شروع ہوئی تو مولانا محی الدین احمد قصوری نے برطانوی حکومت پر تنقید کرنا شروع کی تو گوجرانوالہ کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے انہیں گوجرانوالہ

عرب) چلے گئے اور وہاں تمام علوم امتیازی نمبروں میں پاس کیے۔ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ وائس چانسلر کی ان پر خصوصی نظر تھی۔ مولانا محمد اسحاق بھی فرماتے ہیں:

”احسان الہی ظہیر جہاں یونیورسٹی کی نصابی کتابوں کی تعلیم میں تیز تھے وہاں تقریر، تحریر اور گفتگو میں بھی انہیں خاص مقام حاصل تھا۔ پاکستان، ہندوستان اور عرب ممالک کے اساتذہ ان کی قابلیت کے معترف تھے۔ مختلف موضوعات، عربی کے رسائل و جرائد میں ان کے مقالات شائع ہوتے تھے اور قارئین ان کا مطالعہ کرتے تھے۔“ (برصغیر میں اہل حدیث کے خدام قرآن: ص ۶۹)

علامہ صاحب کی بیشتر کتب عربی میں ہیں ان میں قادیانیت، بریلویت، بہائیت، شیعیت وغیرہ شامل ہیں۔ فارسی، انگریزی اور اردو میں بھی ان کی تصانیف ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو منظم اور فعال بنانے میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ صحافت سے بھی ان کا تعلق رہا۔ ماہنامہ ترجمان المدینہ ہفت روزہ الاعتصام اور ہفت روزہ اہل حدیث کے مدیر رہے۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ چمچن سنگھ لاہور ایک جگہ میں تقریر کرتے ہوئے ایک بم دھماکہ میں شدید زخمی ہوئے۔ علاج کے لیے الریاض (سعودی عرب) لے جایا گیا۔ وہاں ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو وفات پائی اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں دفن ہوئے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ

پروفیسر عبدالقیوم

(۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

پروفیسر عبدالقیوم لاہور کے ایک پرانے اہل حدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کے والد کا نام منشی فضل الدین تھا۔ جنہیں بڑے بڑے جلیل القدر علمائے گرامی کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ مثلاً شیخ اکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالواحد غزنوی، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ قرآن وحدیث سے بہت زیادہ شغف تھا۔ انہوں نے قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی تفسیر لکھی ہے۔

اپریل ۱۹۷۶ء میں ایک فیسٹول میں شرکت کے لیے لندن تشریف لے گئے۔ وہاں ۵/۴ اپریل کی درمیانی شب سڑک عبور کرتے ہوئے تیز رفتار کار کی زد میں آ گئے اور شدید زخمی ہوئے۔ بالآخر ۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء کو لندن ہی میں انتقال کر گئے۔ نعش لاہور لائی گئی اور میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ

علامہ احسان الہی ظہیر

(۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء)

علامہ احسان الہی ظہیر نابذ روزگار شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، محقق بھی تھے اور مؤرخ بھی، خطیب بھی تھے اور مقرر بھی، مبصر بھی تھے اور دانشور بھی، ادیب بھی تھے اور نقاد بھی، معلم بھی تھے اور متکلم بھی، صحافی بھی تھے اور مصنف بھی۔

علامہ احسان الہی ظہیر عربی، فارسی، انگریزی اور

**علامہ احسان الہی ظہیر عربی، انگریزی اور اردو کے نادر مقرر اور مصنف تھے۔**

اردو کے نادر مقرر اور مصنف تھے۔ عصری تعلیم کے کئی مضامین میں ایم اے کیا تھا۔ مولوی ونشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات بھی پاس کیے تھے۔ ایل ایل بی کی ڈگری بھی لی تھی۔ ملکی سیاست سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ حکومت ان کی تقریروں سے لرزاں اور ترساں رہتی تھی۔ تقریر کرتے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ آگ کے گولے برسا رہے ہیں۔

علامہ صاحب نے دینی تعلیم جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مولانا شریف اللہ خاں سورتی اور حضرت شیخ العرب والعم مولانا حافظ محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساتذہ کرام سے حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی

مولانا محی الدین احمد قصوری کئی سال تک باغ جناح لاہور ہر اتوار کو بعد نماز مغرب درس قرآن ارشاد فرماتے رہے۔ راقم کو ان کے درس قرآن میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔

مولانا محی الدین احمد قصوری نے ۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء کو لاہور میں وفات پائی اور اپنے آبائی قبرستان قصور میں دفن ہوئے۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ

پروفیسر سید ابوبکر غزنوی

(۲۴ اپریل ۱۹۷۶ء)

پروفیسر سید ابوبکر غزنوی، خاندان غزنویہ امرتسر کے گل سرسبد تھے۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے:

ابوبکر بن مولانا سید محمد داود غزنوی بن حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی بن عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی۔ پروفیسر ابوبکر مولانا سید عبدالاول غزنوی کے نواسے تھے۔

مولانا سید عبدالاول کا شجرہ نسب یہ ہے: سید عبدالاول غزنوی بن مولانا احمد غزنوی بن عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی۔

سید ابوبکر غزنوی ۲۶ مئی ۱۹۲۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم امرتسر میں حاصل کی، تقسیم ملک کے بعد لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (عربی) اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۵۰ء میں عصری تعلیم سے فراغت پائی اور اسلامیہ کالج (سول لائن) لاہور میں عربی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں انجینئرنگ کالج چلے گئے اور ۱۹۷۵ء میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے وائس چانسلر بنا دیے گئے۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے والد محترم مولانا سید محمد داود غزنوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجانی، مولانا محمد عبیدہ الفلاح، مولانا شریف اللہ خاں سورتی، مولانا پروفیسر غلام احمد حریری اور حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ جمعین سے کی۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی اردو اور انگریزی زبان کے بلند مرتبہ مقرر تھے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ اخلاق وعادات کے اعتبار سے جامع الکملات تھے۔ بڑے ملتسار، عابد وزاہد اور صوفی منش عالم دین تھے۔



پروفیسر عبدالقیوم کی عصری تعلیم ایم اے (عربی) تھی، فراغت تعلیم کے بعد محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے اور پنجاب کے مختلف کالجوں میں پروفیسر رہے۔

زمیندار کالج گجرات ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۳ء

گورنمنٹ کالج ہوشیار پور ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء

گورنمنٹ کالج لدھیانہ ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۷ء

گورنمنٹ کالج لاہور ۱۹۴۷ء تا ۱۹۶۸ء

۱۹۶۸ء میں ریٹائر ہوئے تو پنجاب یونیورسٹی کے

اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ سے وابستہ ہو گئے۔ ۲۳ مارچ

۱۹۳۸ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث قائم ہوئی تو اس کے

پہلے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے اور ایک سال تک آپ ناظم اعلیٰ

کے عہدہ پر فائز رہے۔

پروفیسر عبدالقیوم تصنیف و تالیف

کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور تحقیق و تدقیق کا

انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کے تحقیقی

علمی اور تاریخی مقالات دو جلدوں میں

کتابی صورت میں ”مقالات عبدالقیوم“ کے نام سے شائع

ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ان مقالات کے علاوہ آپ نے

قرآن مجید کی چار سورتوں (النساء المائدۃ الانفال

الاحزاب) کی تفسیر بھی لکھی ہے۔

اخلاق و عادات کے لحاظ سے پروفیسر عبدالقیوم

بڑے شریف، نیک سیرت، کم سخن، متواضع، منکسر المزاج

اور خوش اخلاق انسان تھے۔

پروفیسر عبدالقیوم نے ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کو لاہور میں

وفات پائی۔ عمر ۷۰ سال تھی، مولانا فضل الرحمن خطیب مسجد

مبارک نے نماز جنازہ پڑھائی اور میانی صاحب کے

قبرستان میں اپنے خاندانی احاطہ میں دفن ہوئے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ

مولانا عبدالرحمن کیلانی

(م ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء)

ضلع گوجرانوالہ (اب ضلع حافظ آباد) کا ایک قصبہ

”حضرت کیلیانوالہ“ ہے وہاں ایک قدیم اہل حدیث

خاندان آباد ہے جو کئی پشتوں سے فن کتابت میں مشہور چلا

آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس خاندان کے بزرگ علم و عمل

تقویٰ و مہارت زہد و ورع اور دینداری میں بہت مشہور

و معروف ہیں۔

مولانا عبدالرحمن کیلانی مشہور و معروف عالم دین

تھے۔ مفسر قرآن تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ خوش

نویس تھے خطاط تھے۔ بقول مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب:

”مولانا عبدالرحمن کیلانی مفسر قرآن تھے خطاط

تھے، خوش نویس تھے۔ ان کے قلم نے ہر میدان

میں اپنے فن کے جوہر دکھائے اور ہر پہلو سے

انفرادیت کو اجاگر کیا۔“ (برصغیر کے اہل حدیث

کے خدام قرآن: ص ۲۵۷)

مولانا عبدالرحمن کیلانی کی عصری تعلیم ایف اے

تھی، کچھ عرصہ فوج کی ملازمت کی، پھر استعفیٰ دے کر اپنے

حدیث میں عمر پوری علماء نے دین اسلام کی اشاعت

قرآن و حدیث کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید

و توحیح میں نمایاں خدمات انجام دیں اور اس وقت بھی

دے رہے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

مولانا عبدالغفار حسن کے دادا مولانا عبدالجبار عمر

پوری اپنے تجربہ علمی ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کی وجہ

سے اعلیٰ مرتبہ و مقام کے حامل تھے۔ حضرت شیخ اکل

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۹۲۰ء) کے فیض

یافتہ تھے۔ (ان کی ساری زندگی دہلی میں درس و تدریس

میں بسر ہوئی۔ اس عالم نبیل نے ۱۹۱۶ء میں دہلی میں

رحلت فرمائی۔)

مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری کے

والد محترم مولانا عبدالستار حسن عمر

پوری بھی جید عالم دین تھے۔ ان کی

زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں

بسر ہوا۔ مولانا عبدالستار کا مجاہدین

۱۹۶۳ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں حدیث نبوی ﷺ پڑھانے پر مامور ہوئے اور ۱۹۸۰ء تک حدیث علوم حدیث اور اسلامی عقائد پر محاضرات دیتے رہے۔

چرند سے خاص تعلق تھا اور ان سے مالی تعاون بھی کرتے

تھے۔ حکومت کو ان کی سرگرمیوں کی خبر ہوئی تو ان کی

گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔

مولانا عبدالستار حسن نے صرف ۳۳ سال کی عمر

پائی اور ۶ مارچ ۱۹۱۶ء کو دہلی میں وفات پا گئے۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون!

”یہ عجیب بات ہے کہ جب لوگ انہیں قبرستان

میں دفن کر کے واپس آئے تو پولیس ان کی گرفتاری

کے وارنٹ لے کر ان کے مکان پر پہنچی تو انہیں بتایا

گیا کہ وہ تمہاری بھاگ دوڑ سے آزاد ہو کر جنت

الفردوس میں تشریف لے گئے ہیں۔“ (دبستان

حدیث ص ۳۲۶)

مولانا عبدالغفار حسن اپنے والد محترم مولانا

عبدالستار حسن کی وفات کے وقت چار سال کے تھے۔

مولانا عبدالغفار نے حسن علوم اسلامیہ کی تحصیل

دارالحدیث رحمانیہ دہلی سے کی۔ فراغت تعلیم کے بعد شعبہ

تدریس سے منسلک ہوئے اور مختلف اوقات میں مدرسہ

رحمانیہ بنارس مدرسہ کوثر العلوم مالیر کوٹلہ میں تدریس

فرمائی۔

۱۹۳۱ء میں مولانا سید مودودی نے جماعت اسلامی

مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری

(م ۲۳ مارچ ۲۰۰۷ء)

مولانا عبدالغفار حسن بن مولانا عبدالستار بن مولانا

عبدالجبار عمر پوری علمائے فحول میں سے تھے۔ علمائے

مظالم کی بھی شدید مذمت ہوئی تھی مگر دلچسپ معاملہ یہ ہوا کہ چند عناصر نے اس سٹال کے فوٹو بنا کر اسے نجی میڈیا کو بھجوا دیا اور پھر نجی میڈیا اور اخبارات میں خوب شور مچایا گیا۔ یونیورسٹی انتظامیہ کو اسرائیلی سٹال لگانے کی اجازت کے الزام سے دوچار کیا گیا حالانکہ عملاً یونیورسٹی انتظامیہ نے نہ اس کی اجازت دی اور نہ ہی خبر ملی سٹال کو بند کروا دیا گیا۔

ڈاکٹر طاہر منصوری جو ہماری دانست میں فکر و دانش مودودی سے کچھ کچھ متاثر تھے نے تحقیقاتی کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر ان معاملات کی تحقیق کی اور پھر یونیورسٹی انتظامیہ کو اس معاملے میں بے گناہ اور پاک و صاف قرار دے دیا ہے۔ مگر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کو کئی عسروں سے يرغال بنانے والی طلبہ تنظیم اور اس کے کچھ سرپرستوں نے اس معاملہ کو انتہائی غلط انداز دیا ہے ان کے ایسا کرنے سے یونیورسٹی کی بین الاقوامی ساکھ خراب ہوئی ہے۔ ہم نے بہت غور کیا کہ خود کو دین اور اسلامی نظام کے نفاذ کے داعی بتانے والوں کی زیر اثر طلبہ تنظیم نے ایسا مافی کردار کیوں اپنایا؟ صرف ایک ہی بات سمجھ آتی ہے کہ کسی طریقے سے ڈاکٹر احمد الدرویش کو صدر کے منصب سے علیحدہ کروایا جائے اور صدر کے منصب پر جماعت اسلامی کے ذہن سے قریب تر کسی فرد کو متعین کروایا جائے۔

ممکن ہے مصر میں صدر محمد مری کے اقتدار سے اخراج اور جنرل عبدالفتاح السیسی کی حمایت میں سعودی کردار کی ناپسندیدگی ظاہر کرنے کے لیے ایک سعودی فقیہہ و مجتہد پروفیسر ڈاکٹر احمد الدرویش کے خلاف یہ سب محاذ آرائی کی گئی ہو۔ لیکن ہم متنبہ کرتے ہیں کہ خدا خواستہ اگر یہ سازش کامیاب ہوئی تو ریاض اور اسلام آباد میں سرمہری آئے گی۔ ڈاکٹر احمد الدرویش خود نہیں آئے تھے بلکہ انہیں پاکستانی حکومت نے خود سعودی حکومت سے حاصل کیا تھا ان کے آنے سے بہت سے دکھائی دینے والے اور بہت سے دکھائی نہ دینے والے فوائد اس یونیورسٹی کو حاصل ہو چکے ہیں۔ کیا یہ فوائد پاکستانیوں کو حاصل نہیں ہو رہے؟ اور غیر ملکی طلبہ کی صورت میں مسلمان دنیا کو حاصل نہیں ہو رہے؟ ہم نہایت دکھ سے اس معاملے کو کالم کا موضوع بنا رہے ہیں۔



تحریہ

جناب محی الدین  
بن احمد الدین

## بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے معاملات

ادارہ ہے۔ بہر حال ڈاکٹر حسان کے بعد طویل مدت تک پاکستانی افراد اس یونیورسٹی کے کرتا دھرتا رہے۔ ملک معراج خالد اور پروفیسر فتح محمد ملک اس کے ریکٹر رہے۔ صدر زرداری کے عہد میں سعودی عرب کی محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر احمد الدرویش کو صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بنا کر مدعو کیا گیا۔ جبکہ ان کی تنخواہ پاکستان نہیں سعودی حکومت دیتی ہے۔ غیر ملکی اور پاکستانی طلبہ کے تعلیمی وظائف بھی اکثر سعودی حکومت دیتی ہے۔ یہ فیوض و برکات ڈاکٹر احمد الدرویش کو صدر یونیورسٹی بنانے اور ان کی ذاتی توجہ اور محبت کا ثمر ہے۔

جامعۃ الامام ۱۹ اساتذہ بھجوانے کی منظوری دے چکی ہے۔ ہماری تاحال ڈاکٹر احمد الدرویش سے ملاقات نہیں مگر نوائے وقت میں برادر جماد صدیقی نے ان کی ایک تحریر کا ترجمہ شائع کیا تھا اس کے مطالعہ سے ڈاکٹر الدرویش کی علمی ثقافت سے آگاہی ہوئی تھی۔

ہم ماضی بعید میں یونیورسٹی استاد بننے سے بہت پہلے محترم ڈاکٹر طاہر المنصوری سے واقف تھے۔ سنا ہے کہ (ماشاء اللہ) وہی باذوق پاکستانی یونیورسٹی میں ایک شعبے کے نائب صدر ہیں۔

چند ہفتے پہلے قائد اعظم یونیورسٹی اور نمل یونیورسٹی اسلام آباد میں اقوام متحدہ کی مدد سے کلچرل فیسٹیول منعقد ہوئے تھے۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں بھی ایسا ہی کلچرل فیسٹیول فیصل مسجد کے زیر سایہ منعقد ہوا تھا۔ کیا یہ سازش تھی یا محض غلطی کہ کچھ طلبہ و طالبات نے اقوام متحدہ کے کلچرل فیسٹیول میں فیصل مسجد کے زیر سایہ اسرائیل کا شال لگا دیا جہاں اسرائیل کے بارے میں معلومات اور بہتر امیج کا ماحول تھا۔ جونہی یونیورسٹی انتظامیہ کو خبر ہوئی یہ شال فوراً ختم کروا دیا گیا۔

فیسٹیول کے آغاز میں جو افتتاحیہ ہوا تھا اس میں فلسطینی مسلمانوں کی بھرپور حمایت ہوئی تھی۔ اسرائیلی

صدر جنرل ضیاء الحق کے عہد میں فیصل مسجد اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی قائم ہوئی تھی فیصل مسجد بذات خود پاکستان کے ساتھ سعودی عرب کی محبت کی کہانی ہے۔ چونکہ صدر ضیاء الحق ملک میں اسلامی نظام اور شرعی نظام کے نفاذ کے داعی تھے لہذا سعودی عرب کی مدد سے نیا بین الاقوامی یہ ادارہ قائم ہوا تھا۔ مکہ مکرمہ کی ام القری یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حسان کو سعودی حکومت نے اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا وائس چانسلر بنا کر بھیجا تھا۔ ڈاکٹر محمد افضل جو وزیر تعلیم تھے وہی ریکٹر بنے تھے۔

اس زمانے میں فیصل مسجد میں اور ان کی رہائش گاہ پر ہماری ڈاکٹر حسان سے لاتعداد ملاقاتیں ہوئیں وہ بہت بڑے فقیہ اور مجتہد عالم دین تھے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کو بھی اسلامی یونیورسٹی کا حصہ بنا دیا گیا تھا۔ اس یونیورسٹی کا بنیادی مقصد چونکہ شرعی و قانونی اور دینی علوم میں کلاء و ججز اور اہل علم کی تعلیم و تربیت کا مقصد تھا لہذا:

① کلیۃ الدعوة و اصول الدین

② کلیۃ الشرعیۃ و القانون

③ کلیۃ اللغۃ العربیۃ قائم ہوئے تھے

و کلا اور ہجر کی شرعی (قانونی) نظام عدل کی تعلیم و تربیت اس عہد میں ہوئی تھی ڈاکٹر حسان یا دوسرے لفظوں میں سعودی عرب جہاں فیصل مسجد کا بانی ہے تو وہ بین الاقوامی یونیورسٹی کا بھی بانی ہے۔ بعد ازاں ڈاکٹر محمود احمد غازی اس کے وائس چانسلر بنے۔ اس عہد میں وائس چانسلر کو "صدر" یونیورسٹی کا نام ملا تھا۔ صدر جنرل مشرف کے روشن خیال عہد میں ڈاکٹر انوار صدیقی صدر بنے۔ انہوں نے یونیورسٹی کے اساسی مقصد کو پس پشت ڈالا اور دیگر دنیاوی علوم کی تدریس کے شعبے قائم کر دیے تھے۔ ہمارے خیال میں یہ انتہائی غلط کام ہوا کیونکہ یہ یونیورسٹی بنیادی طور پر نظام عدل کو اسلامی بنانے کے لیے مطلوبہ افرادی قوت یعنی وکلاء اور ججوں کی تعلیم و تربیت کا



# اقوام عالم پر مسلمانوں کے علمی احسانات

تحریر: جناب امیر افضل اعوان

سو سالوں کے دوران جو کارنامے انجام دیئے ان میں سب سے پہلے روشنی کا قانون دریافت کرنا، قوس و قزح کی سائنسی وجہ، چیچک اور خسرہ میں فرق، خوردبینی کینسرے یا مائیکروب کا نظریہ، الرجی اور امیونولوجی کی تشخیص، جراثیم کی دریافت، بھیچھڑوں میں گردش خون کا نظریہ، امراض چشم اور اس کا علاج، سرجری کی باضابطہ ابتداء، منظم ہسپتال کا نظریہ، فوٹو لینے والے کیمرا کا خیال، ریاضی میں جدید علم ہندسہ اور صفر کے علاوہ الجبرا اور جیومیٹری، سورج پر سن اسپاٹس، بارود کی دریافت، میزائل کی ایجاد، شیشہ کی ایجاد اور گھڑی کی ایجاد قابل ذکر ہیں جن کا باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے محمد زکریا وک، کنگٹن، کینڈا نے مرکز فروغ سائنس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لئے تحریر اپنی کتاب ”مسلمانوں کے سائنسی کارنامے“ میں بھی کیا ہے۔

جغرافیہ کے میدان میں بھی مسلمانوں کی تحقیق و جستجو اہل یورپ اور دیگر ترقی یافتہ قوموں کی ترقی کا زینہ بنیں۔ عرب جغرافیہ دانوں نے دنیا بھر کی سیاحت کی، چپے چپے کا حال لکھا۔ ہر ملک کے پہاڑوں، دریاؤں، جھیلوں، قصبوں،

بستیوں اور وادیوں تک کو گن ڈالا۔ لوگوں کے تمدن، تہذیب، زبان، رسوم اور لباس پر بحث کی۔ بحر و بر کے نقشے تیار کئے، زمین اور کرہ ہوا کو ماپا، ان کے کرے بنائے گئے۔

کتابیں لکھیں گئیں اور شہروں کے بڑے بڑے عجم (انسائیکلو پیڈیا) تیار کئے۔ عباسی خلیفہ مامون کی فرمائش پر اس کے جغرافیہ دانوں نے زمین کو ماپا اور دنیا کو بتایا کہ زمین گول ہے ورنہ اس سے قبل اس حوالہ سے انسانی نظریات یکسر مختلف تھے۔ اس موقع پر یہ بھی بتایا گیا کہ اس کا دور چوبیس ہزار میل اور قطرسات آٹھ ہزار میل کے درمیان ہے۔ نیز بتایا کہ زمین سے اٹھاون میل کی بلندی تک ہوا ہے اور آگے خلا۔ عرب جغرافیہ دانوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں، مشہور مؤرخ ابو الفدا ۱۳۳۱ء نے اپنے سے پہلے ساتھ جغرافیہ دانوں کے نام گئے ہیں۔ ان میں ایک بدوی عرام بن الاصبغ السلمی الاعرابی بھی تھا جس نے عہد مامون میں عرب کا جغرافیہ لکھا تھا۔ اس کا ایک نسخہ مولانا عبدالعزیز میمن پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی کے پاس موجود تھا جنہوں نے مارچ ۱۹۴۰ء میں ادارۃ المعارف ہند کے

دولاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا تو اس وقت بغداد علم و ہنر اور فن کا گہوارہ تھا اور دنیا بھر سے لوگ جستجو علم کے نظریہ سے بغداد آتے تھے۔ تاریخ کے جھروکوں میں جھانکا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ۸۰ھ میں سائنس باقاعدہ شکل میں مسلمانوں میں آگئی تھی، ۸۵ھ میں بنو امیہ کا شہزادہ خالد بن یزید اس حوالہ سے خاصا مصروف عمل رہا۔ یہ پہلا مسلم سائنسدان تھا جس نے علم اور سائنس کی طرف توجہ دی، یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن و حدیث کا علم رکھنے والوں نے ہی دنیاوی علوم میں اپنا لوہا منوایا اور اس وقت صرف عالم دین ہی سائنس دان تھے۔ ابراہیم بن جندوق ۱۵۷ھ، جابر بن حیان ۱۹۸ھ، احمد عبداللہ

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی تعمیر و ترقی، سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں طبع آزمائی اور بالخصوص تعلیمی شعبہ میں مسلمانوں کی کاوشوں کو موجودہ معاشرہ سے نکال دیا جائے تو انسان پتھر اور جنگل کے دور میں پہنچ جائے گا۔ بلاشبہ اس میں مبالغہ آرائی کا کوئی شائبہ تک نہیں کیوں کہ اس حوالہ سے اگر غیر جانبدارانہ طور پر تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت چھپائے نہیں جیتی کہ آج مغربی اقوام کی ترقی و خوشحالی دراصل مسلمان سائنسدانوں اور علم دانوں کی مرہون منت ہے۔ گرچہ کہ حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم ﷺ کی آمد سے پہلے تک تمام انبیاء کرام نے شرعی لحاظ سے انسان کو جہالت سے نکالنے کے لئے تن، من، دھن وارد کیا مگر ایک ایک قوم پر بیک وقت ایک سے زائد انبیاء کرام مبعوث فرمائے جانے کے باوجود انسانیت اندھیروں میں بھٹکتی رہی اور پھر خالق کائنات نے ابن آدم کی عافیت و راہنمائی کے لئے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔ اس میں تو کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ازل سے اندھیروں میں بھٹکتی انسانیت کو ظلمت و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر اس کے حقیقی مقام سے سرفراز کیا، اسے عمل و عرفان سے نوازا گیا اور ترویج علم کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جو کہ قیامت تک جاری رہے گا۔

مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست کے قیام اور فتح مکہ کے ساتھ ساتھ ایک عالم پر فتوحات کا مرحلہ مکمل ہونے کے بعد مسلمان مکمل طور پر علم دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ فروغ علم کا وہ سلسلہ جو آپ ﷺ سے شروع ہوا اسے خلفائے راشدین کے دور میں بھی بھرپور انداز میں جاری رکھا گیا۔ اس حوالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین بھی داسے درے درے خنہ مصروف عمل رہے اور یہ سلسلہ آج بھی بھرپور انداز میں جاری ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کریں تو بخوبی علم ہوتا ہے کہ جب

**علم انسانیت کی مشترکہ میراث ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہے۔**

جس ۲۱۱ھ، عبدالملک الصمعی، بنو موسیٰ شاکر ۲۱۳ھ، حکیم یحییٰ منصور ۲۱۴ھ، حجاج بن یوسف اور عباس بن سعید الجوهری ۲۲۹ھ سمیت دیگر مسلم سائنسدانوں نے خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کی سرپرستی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس سے دنیا آج بھی مستفید ہو رہی ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے اس دورانیہ میں ”بیت الحکمہ“ کے نام سے ایک سائنس اکیڈمی بھی قائم کی۔

مسلمانوں سے شروع ہونے والا تحقیق علم کا یہ سفر جاری رہا، چینیوں، ہندوؤں، ایرانیوں، یونانیوں، مسلمانوں اور آج کے دور میں یورپ و امریکہ نے اس میں برابر کا حصہ ڈالا ہے۔ علم انسانیت کی مشترکہ میراث ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہے۔ سائنس کی تاریخ میں مسلمانوں نے پانچ

عربک کالج دہلی میں منعقدہ اجلاس کے دوران ابن العرام کی کتاب جغرافیہ پر تقریر میں بھی اس امر کا اظہار کیا۔

اورسکی

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ بن اورس 1166-1100ء عین کا ایک فاضل، جو بعد میں سسلی کے نارمن فرمانروا راجر دوم 1154-1105ء کے دربار سے وابستہ ہو گیا تھا اور اس کے لئے چاندی کا ایک کرہ بنایا، اس میں پہاڑ، دریا جنگل وادیاں تک دکھائی گئیں، آسمان کا بھی ایک کرہ بنایا گیا۔ 1154ء میں "کتاب الرجاری یانزه المشتاق فی اختراق الافاق" لکھی۔ جو جغرافیہ کی وہ مشہور کتاب ہے کہ جو یورپ کی درسگاہوں میں تین سو برس تک شامل نصاب رہی۔ اس کتاب میں ستر نقشے ہیں، اس کے نسخے آکسفورڈ اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں موجود ہیں اور ان کا 1619ء کو روما میں طاولی ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ اسی طرح بصرہ کے ایک تاجر سلیمان بصری نے نویں صدی میں ہند و مشرق بعید کا سفر کیا اور 851ء میں ہندو چین کا سفر نامہ لکھا۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ موسیورینان نے 1845ء میں کیا، بغداد میں سکونت پذیر تاجر المسعودی، ابوالحسن علی بن حسین نے (956ء) میں تحصیل علم اور سیر کا ثبات کے لئے ایران، ہند، سیلون، چین اور شام وغیرہ کا سفر کیا اور مروج الذهب و معادن الجواهر، اخبار الزمان، کتاب الاوصاف اور کتاب التنبیہ والاشراف سمیت کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے مروج الذهب کو یورپ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی، اس کا ایک عمدہ ایڈیشن حال ہی میں لیڈن سے شائع ہوا ہے، یہ ہے تو تاریخی کتاب لیکن اس میں جغرافیائی مواد اس قدر ہے کہ تذکرہ نگار مسعودی کو جغرافیہ دانوں میں بھی شمار کرتے ہیں۔

ابن حوقل

ابو القاسم محمد بغدادی 968ء مشہور عرب سیاح اور کتاب الممالک والممالک کا مصنف ہے، اس کتاب میں متعدد نقشے بھی ہیں۔ نصر بن شہیل بصری، خلیل بن احمد بصری (نحوی 791-714ء) کا شاگرد، 740ء میں کتاب الصفات لکھی، جس میں عرب کا جغرافیہ تفصیل سے دیا گیا۔ المقصدی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن

ابی بکر 1000-946ء یروشلم کا رہنے والا تھا، جس نے جغرافیہ پر ایک کتاب "احسن التقویم فی معرفۃ الاقالیم" کے عنوان سے 895ء میں مکمل کی۔ ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی 1229-1179ء ایشیائے صغیر کا ایک غلام جو بغداد میں فروخت ہوا، آقا نے اسے بہترین تعلیم دلوائی اور وہ دنیا کے اسلام کا سب سے بڑا جغرافیہ دان بن گیا۔ چھ جلدوں پر مشتمل معجم البلدان (جغرافیہ) کے علاوہ معجم الادباء، معجم الشعراء، اخبار الشعراء، کتاب الدول، کتاب المبداء والمآل اور ارشاد الاریب اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ معجم البلدان کو ایک جرمن عالم و سٹن فیلڈ نے ایڈٹ کر کے لپ زگ (جرمنی) سے 1866ء میں شائع کیا اور معجم الادباء کو پروفیسر مارگولیتھ نے گب میموریل کی خاطر ایڈٹ کیا۔ سٹرنج لی گوائے (Strange Le Gey) نے اپنی کتاب "فلسطین مسلمانوں کے تحت" کے دیباچے میں مسلم جغرافیہ پر عمدہ بحث کی ہے۔ ایک اور فاضل گونجے ڈی (Goeje De) نے ابن خلکان، ابن حوقل، مقدسی اور اصطخری کی تصانیف ایڈٹ کیں جو 1870ء میں لیڈن سے شائع ہوئیں۔

طنجہ (افریقہ) کا مشہور سیاح ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم ابو عبد اللہ 1377-1304ء جو شام، فلسطین، عراق، ایران، موصل، عرب مشرقی افریقہ، ارض روم، کریمیا، قسطنطنیہ، بخارا، افغانستان، ہند، سیلون اور سیام میں برسوں گھومتا رہا، واپس آ کر اپنا سفر نامہ "الانصار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار" کے عنوان سے لکھا جس کے یورپ کی مختلف زبانوں میں کئی ترجمے ہو چکے ہیں۔ جے ایچ کرامر (Kramer) نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے پاس سمندروں اور ساحلی ممالک کے مکمل نقشے تھے، جب 1498ء میں واسکو ڈیگاما ملیندا (شرقی افریقہ) کے مقام پر پہنچا تو وہاں ایک عرب ملاح احمد بن ماجد (اندازاً 1500ء) نے اسے ہندوستان کا راستہ بتایا۔ احمد نے ایک کتاب "کتاب الفوائد" کے عنوان سے لکھی، جس میں ان ملاحوں کے لئے مکمل ہدایات تھیں جو بحر ہند، خلیج فارس اور بحر اکاہل میں جہاز رانی کرتے تھے، اس میں تمام مقامات خطر، اچھے اور برے موسموں نیز پانی کی گہرائی وغیرہ کا ذکر تھا، یہی احمد قطب نما کا موجد سمجھا جاتا ہے۔ بلاشبہ مسلم حکمرانوں نے علم فن کے فروغ کے لئے

روایت شکن اور لازوال کردار ادا کیا مگر ایک ہزار سال تک ہر شعبہ میں ناقابلِ تخییر سنجھی جانے والی اس قوم کو اسلام دشمن عناصر نے دام میں لا کر اس کی اصل سے ہٹا دیا۔ یورپ نے مسلمان سائنسدانوں کی کتابوں کو اپنی زبان میں ترجمہ اور شائع کر کے اپنے تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کیا تاکہ مسلمانوں کے ان تجربات و تحقیق سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ تاریخ کا مطالعہ کریں تو کوئی ابہام باقی نہ رہے گا کہ اہل یورپ نے مسلمانوں کی اسی علمی میراث کو بنیاد بنا کر ترقی و خوشحالی کی منازل طے کیں اور بے پناہ اندرونی و بیرونی سازشوں کے نتیجہ میں مسلمان علم و فن سے دور ہونے لگے۔ آج یہ کیفیت ہے کہ ہم سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں کام کرنے کی بجائے مغربی ممالک کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں۔ عصر حاضر کا تقاضا ہے کہ مسلمان علم و تحقیق اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں دوبارہ جستجو کریں تاکہ عظمت رفتہ کا حصول ممکن ہو سکے۔



### سالانہ ختم نبوت کانفرنس

مرکز عثمان بن عفان اڈا بوٹے والی جہاں کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس 16 ستمبر بروز منگل بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں گرد و نواح کے چوکو سے احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت امیر ضلع مولانا عبدالرشید جازئی نے فرمائی۔ کانفرنس میں مرکزی قائدین جناب پروفیسر ساجد میر، جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی قیادت پر اعتماد اور اسلام آباد میں دھڑوں کے خلاف مذمتی قرارداد پاس ہوئی۔ کانفرنس سے حافظ یوسف پرسوری، قاری عبدالرحیم کلیم، مولانا عبدالرزاق ساجد، مولانا سکندر حیات ذکی، مولانا عبدالرؤف یزدانی، مولانا احمد حسن ساجد اور دیگر علماء نے خطابات کیے۔

مولانا مجازی صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اسلام آباد میں دھڑا نہیں ہر شام کو مخلوط ڈانس ہوتا ہے جس سے مغربی تہذیب بھی شرمسار ہے۔ جناب سینیئر پروفیسر ساجد میر کے پارلیمنٹ میں مشترکہ اجلاس سے خطاب نے اہل حدیث کے سرخسر سے بلند کر دیئے ان کا خطاب تاریخ ساز اور عوامی امنگوں کا ترجمان تھا جسے پوری قوم نے سراہا۔

رپورٹ: عبداللہ عابد بلوچ۔ جڑ اوالہ

فضیلت حاصل کی۔“

ہندوؤں کے ایک فرقے بام مارگی جس کے پیرو جنوبی بھارت میں موجود ہیں کے ہاں ایک عورت کو کئی خاوند رکھنے کی اجازت ہے۔ نیز ہندو مذہب دنیا کے تمام مذاہب میں واحد مذہب ہے جس کے مختلف فرقے بدکاری و زنا کاری کو نیوگ نامی اصطلاح کے پردے میں جائز قرار دیتے ہیں۔

# حریت فکر کے مجاہد

تحریر: جناب حبیب اللہ شاہد (اسلام آباد)

خیال کیا جاتا ہے تاہم یہ بات طے ہے کہ پورا سمہرتی لٹریچر برہمنوں کا بنایا ہوا ہے۔ ان ویدوں دھرم شاستروں اور سمہرتیوں کی تعلیمات نے جو معاشرہ پیدا کیا وہ بلاشبہ تاریخ انسانی کا ایک شرمناک باب ہے۔ برہمنوں (برہما سے وابستہ خاص لوگ جو قربانیاں پیش کرتے ہوں) نے ذات پات کا نظام متعارف ہی نہیں کرایا بلکہ اس کو سختی کے ساتھ نافذ کرنے میں نہایت بے رحمی اور شقاوت قلب سے کام لینے میں ذرا بھی عار محسوس نہ کی۔ ذات پات کے قابل نفیر فلسفہ کے علاوہ انہوں نے کاما کا فلسفہ بھی پیش کیا۔ اس فلسفہ پر مبنی کئی کتابوں میں سے ایک کام سوترا ہے جسے مذاہب عالم کی سب سے فحش ترین

روئے زمین پر انسان نے بار بار عظیم الشان تہذیب و تمدن کے مراکز بنائے اور افتاد زمانہ کے ہاتھوں انہیں فنا کے حوالے کر کے اپنے سفر کو آگے کی جانب گامزن رکھا۔ جغرافیائی اعتبار سے موجودہ پاکستان ہندوستان، افغانستان، برما اور نیپال سے لے کر وسطی ایشیائی ممالک کے اکثر حصوں کی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ وادی سندھ کی تہذیب ۲۰۰۰ء قبل مسیح تا ۱۰۰۰ء قبل مسیح تک یہ دنیا کی ترقی یافتہ تہذیب کی شکل میں برقرار تھی۔ اس کے بعد آریہ اقوام نے وادی سندھ کی اس شاندار تہذیب پر حملوں کا آغاز کیا اور قسطنطنیہ پر کی جانے والی بدترین قتل و غارت گری کے بعد اس تہذیب کا نام و نشان

تک مٹا ڈالا۔ نیکسلا ان آریاؤں کا مرکز قوت اور وادی سندھ کے میدان ان کی اولین جولان گاہ بنے اور اپنے علاقوں میں برہمن ہندوؤں کی پہلی کتاب ”رگ وید“ مرتب ہوئی۔ یہ سینہ بہ سینہ علم تھا جو دیوتاؤں کی قربانی

سندھ کے ٹالپروں، جوتیوں اور بروہیوں کے خاندانوں کے اسلاف بھی آج کے مروجہ اسلام کی بجائے اس اسلام کے پیروکار تھے جہاں بدعت، شرک، جہالت، گمراہی اور ہندوانہ رسوم و طرائق کا داخلہ قطعاً ممنوع تھا۔

میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا۔ کفر والحاد کا یہ عالم تھا کہ بقول ڈاکٹر گونداس (مصنف ہندو ازم) ویدوں میں ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر تھا لیکن بعد ازاں ان کی تعداد ناقابل شمار ہو گئی۔

کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ ہندوؤں کا فلسفہ عورت کو جنسی خواہشات کا مرکز قرار دے کر اسے انسانیت کے مقام سے کہیں نیچے انتہائی پست درجے پر پہنچا دیتا ہے حتیٰ کہ باپ اور بیٹی کے مقدس رشتے کی بھی اس قدر توہین کرتا ہے جسے تحریر کرتے ہوئے قلم کانپ جاتا ہے۔ اگر وید منڈل ۳ سوکت ۳۱ منتر میں باپ بیٹی کی مجامعت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بھوشیہ پران پر ب میں تحریر کیا گیا ہے کہ

”جو عورت عقل مند ہو اسے اچھا خاوند کر لینا چاہیے خواہ اس کا باپ بیٹا اور بھائی ہی کیوں نہ ہو وہ اس کا خاوند بن سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح اپنی سگی بیٹی کو برہما نے اور سگی ماں کو دشمن نے اور بہن کو شیو شمشو نے پراپت کر کے

کے وقت دعا یہ کلمات کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ صدیوں تک یہ پجاری معاشرے کے ہر طبقے پر اپنی گرفت کو مضبوط کرتے چلے گئے اور اس طرح مذہبی رسومات کے واحد ٹھیکیدار بن کر انہوں نے اپنے آپ کو اعلیٰ ذات کا حامل گردان کر برہمن کہلوانا شروع کر دیا۔ یہ برہمن آریائی جنگجوؤں کے ساتھ وادی گنگا و جمنہ کے دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئے اور چھ سو قبل مسیح تک ان کے باقی تین وید بھی سامنے آ گئے۔

اسی عرصہ کے دوران ان برہمنوں نے کئی شاہزائیں اور سوترائیں بھی تحریر کیں۔ ان میں سب سے معتبر اور مقدس منو کی دھرم شاستر اور کوتلیہ چانکیہ کی ارتھ شاستر ہے۔ دھرم شاستر اور دھرم سوترا کو ملا کر جو علم بنتا ہے اسے سمہرتی کہا جاتا ہے اور وید کے لٹریچر سے علیحدہ

ستی کی رسم ہو مہارت کی مذہبی تقاریب ہوں، نیچر وید، ادھیائے ۲۳ کے ۱۹ تا ۲۸ منتر ہوں یا انسانی و حیوانی اعضاء کی پوجا کے طرائق، انسانی معاشرت کے تمام مروج طرائق اس مقام پر آکر شرم سے نظریں جھکا لیتے ہیں اور حیا اس طرح دامن گیر ہو جاتی ہے کہ قدم آگے بڑھانے کی ہمت ہی نہیں پڑتی۔

بالآخر تاریخ انسانی کے ان کرناک لمحات میں باشندگان برصغیر کے لیے ان کے خالق حقیقی کی جانب سے رحم و عافیت کے جھروکے وا ہوتا شروع ہوئے۔ ذات کے تقاضے اپنے سوا دیگر انسانوں کو ”پلیچھ“ (پلید) قرار دینے والے رویوں حرص و ہوس، کینہ و نفیض، حسد و ظلم اور تہر و تکبر کی متعفن اور غلیظ فضا میں توحید و رسالت اور انسانی مساوات کی خوشبو پھیلانا شروع ہوئی۔



ان کی تبلیغ کا منبع کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ تھا۔ چنانچہ گجرات، مہاراشٹر، کیرالہ، ٹرانکو کوچین اور مالابار کی طویل ساحلی پٹی پہ آج بھی جو مسلمان موجود ہیں ان میں اس اصل اسلام کو دیکھا جاسکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معرفت یہاں فروغ پذیر ہوا۔ شرک، بدعات اور تقلید سے کوسوں دور رہنے والے ان مسلمانوں کے آباء و اجداد کا تعلق علماء و تجار عرب کے باعث حجاز مقدس سے دیگر علاقوں کے مقابلے میں بہت زیادہ رہا۔ اس لیے ان پر اس عربیت کی چھاپ نمایاں ہے جو نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں اسلام کا مظہر بنی ہوئی تھی۔ پورے برصغیر میں جس تسلسل کے ساتھ اہل حدیث کی آبادیاں ان علاقوں میں موجود ہیں وہ کہیں اور نہیں۔ جنوبی ہند کے ان مسلمانوں نے نہ صرف برصغیر کی اصلاحی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ ضرورت پڑنے پر اسلامی ریاست کی بقا و سالمیت کے لیے جان دینے میں بھی دیگر مجاہدین سے کبھی پیچھے نہ رہے اور یہی نہیں بلکہ کران، سبیلہ اور سندھ کے راستے آنے والے

چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۲ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵۱ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳۱ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۴۲ اور یزید بن معاویہ کے دور میں ایک صحابی ہندوستان میں تشریف لائے۔ گویا برصغیر کی زمین کو ۲۵۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔

کفر والحاد کی متعفن فضا میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باعث لوگ توحید سے پہلی بار روشناس ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے چار سال بعد ۱۵ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو جماعت یہاں آئی ان کے سفر حیات کی منازل ان کی طرز معاشرت کا ہر گوشہ اور جلوہ زندگی کا ہر پہلو آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور عمل کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ وہ گھر میں ہوں یا سفر و حضر میں، حالت جنگ میں ہوں یا امن میں، زراعت میں مشغول ہوں یا تجارت میں، ہر حال اور ہر لمحہ ان کے پیش نگاہ رسول کریم ﷺ کا عمل رہتا تھا۔ یہی ان کا کل سرمایہ زندگی تھا، وہ جہاں جاتے اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے فرمان کو اپنے

کرتے ہیں اور اسلامی احکام و فرامین پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت اہل حدیث افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے درس حدیث کے کئی مدارس بنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ علم حدیث کو یہاں بہت فروغ حاصل ہے۔“ (الانساب: ص ۴۷۹ تا ۴۸۰)

برصغیر پاک و ہند میں عربوں نے اسلام کی جو شمع روشن کی اور سندھ کو باب الاسلام کے نام سے مشہور کروایا اس نے بالدرجہ بقیہ برصغیر کو بھی روشن کرنا تھا لیکن خلیفہ متوکل نے عمر بن عبدالعزیز ہجاری کو ۲۴۰ھ میں حاکم سندھ مقرر کیا تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ سندھ میں بنو امیہ کے آخری حاکم ثابت ہوں گے۔ سندھ کے سومرو خاندان نے عربوں کی ۲۸۲ سالہ حکومت پر بخون مارا، یہ باطنی مذہب اختیار کر چکے تھے اور فاطمین مصر کی سرپرستی بھی انہیں حاصل تھی۔ چنانچہ سندھ اور ملتان فاطمین مصر کے زیر اثر آ گئے اور اب یہاں طاقت اور قوت کے بل بوتے پر باطنیت، الحاد اور زندق کی

جہالت پھیلانی جانے لگی۔

۲۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو سبکتگین غزنی کا بادشاہ بنا، چند فتوحات کے بعد اس کی سرحدیں راجہ جے پال کی سرحدوں سے مل گئیں۔ سبکتگین کے سامنے اہم

**فرنگی استعمار نے محمد بہادر شاہ کے جرائم کی تحقیقات کے لیے جو کمیشن مقرر کیا تھا اس نے ۲۵ جنوری تا ۹ مارچ ۱۸۵۸ء تک کی بحث اور جرائم کی تفصیلات کے نوٹس کو سرسری نظروں سے دیکھا اور فیصلہ سنا دیا۔**

گفتار و عمل کے ذریعے لوگوں تک پہنچا دیتے۔ کسے خبر تھی کہ صدیوں بعد جب یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جہاں سے گزر چکے ہوں گے اور ان کی پھیلائی ہوئی توحید کی خوشبو ماند ہوتا شروع ہو جائے

مقصود یہ تھا کہ سندھ و ملتان کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو باطنیوں کے مظالم اور زیر دستوں سے نجات دلانے اور پھر بوڑھے آسمان نے سبکتگین کی افواج کو فاتحہ انداز میں پشاور میں داخل ہوتے دیکھا۔

خیبر کے راستے اسلامی فوج جب ایک دفعہ یہاں داخل ہوئی تو اس کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنا فتوح، کالج، دہلی اور اجمیر کے ہندو راجاؤں کے بس کی بات نہ رہی اور ہلائی پرچم اپنی پوری شان و شوکت اور تابداری کے ساتھ برصغیر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک صدیوں لہراتا رہا۔ حتیٰ کہ گنبد انجمیہ رنگ نے ۱۲ اپریل ۱۸۵۸ء کا وہ دن بھی دیکھ لیا جب ایک درخشاں تمدن، عالی ظرفی، روا داری، عدل و مساوات اور احترام آدمیت کے اصولوں پر مبنی اسلامی تہذیب کا سربراہ شہنشاہ ہند اپنے ضعیف و لاغر جسم کے ساتھ دیوان خاص لال

تمام فاتحین اسلام خالص توحید کے مبلغ اور سنت رسول ﷺ کے شیدائی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی تین صدیوں تک دہلی، ٹھٹھہ اور منصورہ کے مسلمانوں میں ان ہندوانہ و مشرکانہ رسوم کا شائبہ تک نظر نہیں آتا جو آج عام مسلمانوں میں رچ بس گئی ہیں۔ ابن بطوطہ نے تو یہاں تک تحریر کیا ہے کہ سندھ کے چرواہے بھی عربی بولا کرتے تھے۔ سندھ کے ٹالپروں، جنویوں اور بروہیوں کے خاندانوں کے اسلاف بھی آج کے مروجہ اسلام کی بجائے اس اسلام کے پیروکار تھے جہاں بدعت، شرک، جہالت، گمراہی اور ہندوانہ رسوم و طرائق کا داخلہ قطعاً ممنوع تھا۔ علامہ بشاری مقدسی جنہوں نے ۳۷۵ھ میں سندھ کی سیاحت کی، منصورہ کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ

”یہاں کے لوگ متقی ہیں، اسلام کا دل سے احترام

گی تو ایسے میں زہد و تقویٰ، صدق و اخلاص اور قربانی و ایثار کے ایسے پیکر اس سرزمین پر نمودار ہوں گے جن کی نظیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد بہت کم ملے گی۔ وہ درویش صفت لوگ ہوں گے، میدان شوق کے شہسوار ہوں گے، دنیا میں دین حق کی عظمت و سربلندی اور آخرت میں نجات و غم و حزن سے پاک ابدی زندگی بسر کرنا جنکا پیغام و نصب العین ہوگا، وہ اہل جنوں اپنے عیش و آرام بچے جائیدادیں اور سکھ و آرام کی زندگی ترک کر کے ہزار ہا میل کی مسافتیں طے کر کے ایسی اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالنے کی جستجو کریں گے جو برصغیر میں زوال پذیر امت مسلمہ کا مرکز قوت بن سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبع تابعین کے بعد عرب تجار جنوبی ہند کی ساحلی بستیوں پر آتے رہے۔ وہ جہاں جاتے اپنے دینی ثمرات سے مقامی آبادی کو بھی بہرہ ور کرتے

اس کے باب نے اتحاد کیا تھا۔ اس طرح جنگوں کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو غزنویوں کو قنوج، کاننجر اور گجرات تک بے گئے۔ ان ہی جنگوں میں ملتان اور سندھ بھی فتح ہوئے۔ بیشتر ہندو راجہ ان کے باجگوار بن چکے تھے۔ محمود غزنوی کی عالی ظرفی، شائستگی اور وسیع اہلی کا مظاہرہ اس امر سے ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی ہندو کو محض اس لیے قتل نہیں کیا کہ وہ ہندو تھا اور نہ ہی کسی ہندو کو مسلمان ہونے پر مجبور کیا۔ انہوں نے مندروں کو ہاتھ نہ لایا تاہم صرف وہ مندر منہدم کیے جن کی حیثیت و ہندو راجاؤں نے جنگی قلعوں اور مال خانوں کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ (جاری)



### ضروری اخلاص

احباب جماعت مطہرین کے ضلع رحیم یار خاں میں مرزا افتخار بیگ صاحب اور تحصیل رحیم یار خاں میں جناب قاری ثناء اللہ شاہ قصوری ہفت روزہ ”اہل حدیث“ لاہور کے خصوصی نمائندہ ہیں۔ وہ ”اہل حدیث“ کی توسیع اشاعت کے لیے بڑی سرگرمی سے مصروف عمل ہیں۔ اس علاقہ کے قارئین کرام جماعتی خبروں، اشتہارات اور پرچے کی خریداری کے لیے ان سے رابطہ کریں۔ انہیں آسانی رہے گی۔ (ادارہ)

### گلیات میں تبلیغی سرگرمیاں

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام گلیات کی مختلف مساجد میں دروس کا اہتمام ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام گلیات کی مختلف مساجد کالاباغ، گمری بالا، دکن تتریل، دکن گھوٹی، گلی بنگی میں دروس کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں مقامی قیادت کے علاوہ حافظ ذیشان صدرا نیس غلیل اور پروفیسر ثاقب نے خطاب کیا اور مقامی یونٹوں کو جماعتی سرگرمیاں تیز کرنے کی ہدایات کی گئیں۔

### ضروری اخلاص

جامعہ مرکز الاسلامیہ محمود آباد کراچی کو درجہ حفظ القرآن الکریم کے لیے چار عدد قراء حضرات کی ضرورت ہے جن کے پاس کم از کم 20 سالہ حفظ کی کلاس پڑھانے کا تجربہ ہو اور ایک مؤذن کی ضرورت ہے جو حافظ قرآن ہو۔

برائے رابطہ: ناظم جامعہ قاری عارف رشید مسعود

0300-3344348

جے پال نے کابل اور غزنی کو اپنی جغرافیائی حدود کا حصہ قرار دے کر سبکتگین سے چھیڑ چھاڑ کی۔ شکست ہوئی دیکھ کر اس نے صلح کی درخواست کی اور بعد ازاں تاوان جنگ وصول کرنے والے سبکتگین نے سفراء کو گرفتار کر لیا۔ راجہ جے پال کی اس بدعہدی کی سزا یہ ملی کہ سبکتگین لغمان پر حملہ آور ہوا اور راجہ جے پال کے زیر کنٹرول بڑے علاقے پر قابض ہو گیا۔ جے پال نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے قنوج، کاننجر، دہلی اور اجپیر کے ہندو راجاؤں سے مدد طلب کی اور اسے مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں کی قومی جنگ قرار دیا۔ ایک لاکھ سے زائد نفرین پر مشتمل متحدہ ہندو فوج جے پال کی سربراہی میں غزنی پر حملہ آور ہوئی لیکن سبکتگین نے حملہ آور فوج کو اس رفتار سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور کر دیا جس رفتار سے وہ غزنی پر حملہ آور ہوئی تھی۔ اب پشاور تک کا علاقہ سبکتگین کی عملدرآمد میں آچکا تھا۔ اسی زمانے میں ساسانیوں کے امراء نے امیر بخاری کے خلاف بغاوتیں شروع کیں تو سبکتگین کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے شال کی جانب جانا پڑا۔ جے پال نے موقع غنیمت جان کر اس علاقے پر دوبارہ قبضہ کر لیا جو سبکتگین نے اس سے چھینا تھا۔

چونکہ اگست ۹۹۷ء میں سبکتگین دارفانی سے کوچ کر چکا تھا اس لیے محمود غزنوی کو اس جانب توجہ کرنا پڑی۔ ۱۰۰۱ء میں وہ غزنی سے پشاور آیا جے پال ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ محمود غزنوی کے مقابلے پر تھا۔ غزنوی کے پاس ۱۵ ہزار سوار، ۳۰ ہزار پیدل فوج اور بہت بڑی تعداد میں مجاہدین بھی تھے۔ میدان جنگ میں ہندو سوار مجاہدین کی تاب نہ لا سکے اور جے پال ۵ ہزار لاشیں چھوڑ کر فرار ہونے لگا۔ محمود غزنوی کے مجاہدین نے فرار ہوتے ہندو، لہجہ اور اس کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کو جب محمود کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے روایتی اسلامی رواداری اور وسیع اہلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے راجہ کو اس کے پندرہ بیٹوں سمیت رہا کر دیا۔ وہ اپنی عبرت ناک شکست اور پھر محمود غزنوی کی عالی ظرفی سے اس قدر شرمندہ ہوا کہ چتا میں بیٹھ کر اپنی زندگی ختم کر لی۔

جے پال کی جگہ اس کا بیٹا آند پال راجہ بنا، اس نے ان ہندو راجاؤں سے مدد کی درخواست کی جن سے

قلعہ دہلی میں ترتیب دی گئی عدالت کے کٹہرے میں پا بجولاں ایک قیدی کی حیثیت میں اپنی قسمت ہی نہیں بلکہ برصغیر کے کروڑہا مسلمانوں کے مستقبل کے فیصلے کا بھی منتظر کھڑا ہوا تھا۔

فرنگی استعمار نے محمد بہادر شاہ کے جرائم کی تحقیقات کے لیے جو کمیشن مقرر کیا تھا اس نے ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء تک کی بحث اور جرائم کی تفصیلات کے نوٹس کو سرسری نظروں سے دیکھا اور فیصلہ سنا دیا:

”جو شہادت عدالت کے روبرو ہے اس کی رائے یہ ہے کہ قیدی محمد بہادر شاہ معزول شدہ بادشاہ ان کل و جزوا الزامات کا جو اس پر لگائے گئے تھے مجرم ہے۔“

فرنگی ججوں کے اس فیصلے کے بعد برصغیر کا اقتدار مسلمانوں سے چھین لیا گیا تھا۔ جبر و استحصال کی ایک طویل شب اپنی تمام تر تاریکیوں کے ہمراہ غلامی کی زنجیریں لیے مسلمانوں کی مساجد کتب خانوں، مدرسوں، دالانوں اور کھیت و باغات پر بے رحمانہ انداز سے اتر رہی تھی۔

معزول بادشاہ کے قلب حزین کی اندرونی کیفیت کو لال قلعہ دہلی کے دیوان خاص میں موجود کسی شخص نے محسوس کیا ہو یا نہیں لیکن ریاض دہر میں اس نا آشنائے بزم مشرت اور محروم مسرت نے دہلی کی قید اور پھر نومبر ۱۸۵۷ء میں سفر رنگوں کے دوران اپنی چشم تصور سے محمد بن قاسم کو منصورہ، نیروں، برہمن آباد اور ملتان میں مساجد تعمیر کرتے ضرور دیکھا ہوگا اور صدیوں پہ چھیلی یہ سنہری تاریخ اس کے رتجوں میں تنہا دل گرفتگی کے عذاب کی شدت کو ضرور کم کرتی ہوگی۔ وہ سنہری تاریخ جس کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی دعوت تبلیغ سے کیا اور جس کا انجام بظاہر اس بد نصیب ظفر کے ہاتھوں قرار پایا جا چکا تھا۔

قید رنگوں میں ایسی کتنی شہیں گذری ہوں گی جب ضعیف قیدی مسلمان فاتحین کے گھوڑوں کی ہنہاہٹ اور میدان جنگ میں بلند ہوتی تکبیروں کی آوازوں کے شور سے بیدار ہو جاتا ہوگا۔ اس نے راجہ داہر ہی کے طرح ذات کے تفاخر پر غرور کرنے والے راجہ جے پال اور سبکتگین کے مابین معرکہ آرائیوں کو بھی دیکھا ہوگا۔ راجہ

طرف بلا تے ہیں۔“

یعنی جو لوگ توحید کی دعوت دیتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کی راہ پر گامزن ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ فرمان نبوی ہے کہ میری امت میں ”۷۳“ فرقے ہوں گے..... ایک جنتی ہوگا..... صحابہ کرامؓ نے سوال کیا [وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟] ”اے اللہ کے رسول وہ کونسا گروہ ہوگا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: [مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي] ”جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔“ (ترمذی: ۲۶۴۱)

## ۲۔ حکمت و دانائی سے دعوت:

﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادُ لَهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النحل: 125)  
”لوگوں کو حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ اپنے رب کی طرف دعوت دیں اور بہت ہی اچھے انداز سے ان کے ساتھ مباحثہ کریں۔“

اس آیت میں اللہ نے اصول دعوت واضح کیے ہیں کہ دانائی اور سمجھداری کے ساتھ نصیحت کرنا ہے۔ اس انداز سے کہ سامع یا قاری اکتانے کی بجائے عمل کا خواہش مند ہو اور مباحثہ بھی اچھے نرم اور با اخلاق انداز میں کرنا ہے تاکہ لوگ آپ کے قریب ہوں۔

## س۔ گفتگو میں نرمی:

﴿فَمَا زَمَّوْا قَوْلَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ ۖ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (ال عمران: 159)  
”(اے اللہ کے رسول ﷺ) اللہ کی رحمت کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم دل ہو، اگر آپ غصہ کرنے والے اور سخت دل ہوتے تو آپ کے پاس سے لوگ بھاگ جاتے۔“

اللہ نے اپنی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ مزاج کے سخت ہوتے تو یہ لوگ آپ کی سختی کی وجہ سے دین سے دور رہتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ صاحب دعوت کے لیے نرم مزاج ہونا لازم ہے کیونکہ

[إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرَّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ...]  
(مسلم: ۶۶۰۱)

# ایک طاعنی کی ذمہ داریاں

تحریر: جناب محمد اسد بن رمضان

ہے تاکہ ہر کوئی اپنی قوت کے مطابق اس نیکی کے کام میں (مالی و جانی) ہر لحاظ سے بھرپور حصہ لے۔ تاہم علماء پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے خطبات، دروس اور تصانیف میں اسلام کو بطور دین متعارف کروائیں۔ اس کے ساتھ معاشرتی مسائل کے بارے میں بھی اپنے سننے اور پڑھنے والوں کو آگاہی دیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے یہ بات ختم ہو کہ اسلام میں کشادگی یا وسعت کی کمی پائی جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

[كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ...] (بخاری: ۷۱۳۸)

”تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور اس سے اس کی رعیت (ہر وہ کام جس کا وہ اہل یا ذمہ دار ہے) کے متعلق پوچھا جائے گا۔“

لہذا ہر صاحب علم پر عموماً اور دین سے وابستہ علماء پر خصوصاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے لوگوں تک دین اسلام کی روشنی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ انسانی زندگی ہو یا اس سے متعلق دیگر مخلوقات اور اشیاء اسلام ہر حال میں مکمل رہنمائی فورہری کرتا ہے۔ بچپن سے لے کر لڑکپن تک اور جوانی سے بڑھاپے تک اسلام انسان کا دامن اپنی وسعتوں سے خالی نہیں ہونے دیتا۔ دراصل موجودہ دور میں اسلام کو ایک مذہب کے طور پر لیا جا رہا ہے جبکہ اسلام دین ہے اور مذہب اس کا حصہ ہے۔

اگر آپ اسلام کو سمجھیں تو پتہ چلے گا کہ اس میں کتنی وسعت ہے۔ یہ تنگ نظری اور تنگ دلی کا دین نہیں اور نہ ہی اس کی اسلام میں گنجائش ہے۔ اسلام آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ ”۲۳“ گھنٹے سر پر ٹوپی رکھیں، شیخ ہر وقت ہاتھ میں ہو یا ہر جگہ مصلے بچھا کر بیٹھیں بلکہ اسلام تو آپ کو مکمل آزادی دیتا ہے۔ تاہم اصول یا پابندی عائد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مقامات سے گزرتے ہوئے انسان کو ناکامی، تکلیف اور فتنہ و فساد کا سامنا ہوتا ہے۔

اسلام تو آپ سے دیانتداری اور لگن چاہتا ہے، اخلاص اور اشتقامت مانگتا ہے۔ رشتے جوڑنے اور محبت و ایثار کا درس دیتا ہے۔ ایک اچھا مسلمان اپنی باتوں سے نہیں بلکہ اپنے کردار سے دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے لہذا اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنا ہمارا مذہبی و قومی فریضہ ہے۔

پہنچائیں تاکہ کل قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔

ایک داعی کو چند ذمہ داریوں کا خیال رکھنا چاہیے جو کہ درج ذیل ہیں:

## ۱۔ دعوت الی اللہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ (یوسف: 108)

”کہہ دو! یہ میرا راستہ ہے میں اور میرے پیروکار پورے (اعتماد یقین اور) بصیرت کے ساتھ اللہ کی

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (ال عمران: 110)

”تم بہترین امت ہو جن کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام امت کے ذمہ تبلیغ کا کام لگایا



”کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (تحقیق کے بغیر) آگے کر دے۔“  
اس لیے ایک داعی کے لیے لازم ہے کہ احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے تحقیق شدہ بات کرے۔

### ۷۔ جلد بازی سے بچنا:

﴿لَا تُخْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُجَعَلَ بِهِ﴾ (البقرة: 16)  
”اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دے۔“  
لہذا ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ گفتگو میں تیزی اختیار نہ کرے بلکہ الفاظ کی ادائیگی کا خیال رکھتے ہوئے سامعین کے لحاظ سے بھرپور گفتگو کرے اور کسی بھی معاملہ میں جلد بازی سے اجتناب کرے۔

### ۸۔ فرقہ واریت سے پرہیز:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (ال عمران: 103)  
”اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن و حدیث) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ میں نہ پڑو۔“

اللہ تعالیٰ نے فرقہ واریت سے منع کیا ہے جو ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ صرف اور صرف قرآن و حدیث پر عمل کیا جائے اور صرف اسی کی طرف دعوت دی جائے۔ جب تک ہم شخصیت پرستی اور آہائی دین سے اجتناب کریں گے فرقہ بندی سے دور رہیں گے۔ فرقہ دارانہ گفتگو سے پرہیز کرنا ایک داعی کی ذمہ داری ہے کیونکہ اسلام فرقہ واریت سے منع کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

[لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصِيَّةٍ]

(ابوداؤد: ۳۵۱/۲)

”جس نے عصیت (فرقہ واریت) لڑائی جھگڑا اور فساد وغیرہ کی طرف دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں۔“



### وی پی آرہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں مفت روزہ اہل حدیث وی پی بیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَنَافِيَ الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾

(البقرة: 29)

”جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔“

اس سے فائدہ اس صورت میں حاصل ہوگا جب دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم پر بھی گرفت ہو۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اشارہ ملتا ہے کہ دنیاوی علوم کا حصول بھی ناگزیر ہے۔

### ۶۔ تحقیق سے گفتگو کرنا:

﴿إِذَا دُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا﴾ (الغفران: 73)

”جب ان پر رب کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ گولوں اور بہروں کی طرح ان پر گر نہیں پڑتے (بلکہ) غفلت سے پہلے سوچ و بچار اور تحقیق کرتے ہیں۔“  
نور و فکر اور تحقیق کا طریقہ بھی قرآن ہی نے دیا ہے:

ایک مبلغ کو چاہیے کہ وہ خالص رضائے الہی کے لیے لوگوں کو قرآن و حدیث کی دعوت دے۔ تب ہی ممکن ہے کہ لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہو اور قرآن ان پر اپنی تاثیر دکھائے۔

﴿وَلَقَدْ يَسْرَنَّا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كُفِرَ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ (القصص: 22)  
”تحقیق ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے کوئی غور و فکر کرنے والا ہوتا۔“

﴿فَإِنْ جَاءَكَ فَاسِقٌ فَاَنْصِتْ وَابْتَغِ الْوَعْدَ﴾ (الحجرات: 6)  
”اے کون فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تصدیق کر یہ کر۔“

نبی ﷺ کا فرمان بھی ذہن میں رکھنا چاہیے:  
[مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ] (بخاری: ۱۱۰)  
جس نے جان بوجھ کر میری (نبی ﷺ) کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔“

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
[كُنْ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ] (مقدمہ: ۸)

”بے شک اللہ نرمی کرنے والا ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کرنے پر جو (آسانیاں اور سہولتیں) عطا کرتا ہے وہ سختی کرنے کی وجہ سے ختم کر دیتا ہے اور نرمی کی بدولت معاملہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:  
”جو نرمی سے محروم ہے وہ ہر طرف کی خیر سے محروم ہے۔“ (مسلم: ۶۵۹۸)

لہذا ہمیں بھی اپنی زبان، جسم اور حرکات میں نرمی پیدا کرنی چاہیے تاکہ دعوت دین آسان اور خیر سے بھرپور ہو۔

### ۴۔ قرآن و حدیث سے تزکیہ:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾ (البقرة: 129)

”(ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی) اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب (حدیث) کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔“  
اس سے معلوم ہوا کہ ایک داعی کی ذمہ داری ہے کہ معاشرے میں موجود برائی سے لوگوں کو منع کرے نیکی کی دعوت دے اور خالص قرآن و حدیث کی طرف بلائے۔

### ۵۔ قرآن سے دعوت دینا:

﴿وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (الانفال: 2)

”جب ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔“

ایک مبلغ کو چاہیے کہ وہ خالص رضائے الہی کے لیے لوگوں کو قرآن و حدیث کی دعوت دے۔ جب مبلغ یا داعی اس بات پر عمل کرے گا کہ اس کا مقصد رضائے الہی ہو تب ہی ممکن ہے کہ لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہو اور قرآن ان پر اپنی تاثیر دکھائے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہرگز نہیں کہ اسلام کی دعوت دی جائے اور دنیاوی علوم سے انحراف کر لیا جائے بلکہ دنیاوی علوم کی ترغیب بھی اسلام نے دی ہے۔

جس پر ماہرین فلکیات کی اکثریت متفق ہے اسے بھی قبول کرتا ہے مگر جب اسی نظریے کی حقیقت کو قرآن میں بہت پہلے بیان کیا جا چکا ہے تو اس کی عقل اسے ماننے سے عاجز آ جاتی ہے۔

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأنبياء)

”کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا۔ کیا یہ لوگ (اس حقیقت کو) ماننے نہیں۔“

سوچنے والا سوچتا تو ہے اور خوب عقل کے گھوڑے دوڑاتا ہے کہ آسمان بن گیا، آسمان کی وسعتیں اسکی رونقیں، چاند ستارے سورج اڑتے ہوئے پرندے سب کچھ بن گیا۔ مگر اتنا زبردست وسیع اور بغیر کسی شکاف کے کیسے بن گیا؟

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَقْوٍ ۚ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۚ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾ (المک)

”جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو) اسے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شکاف بھی نظر آ رہا ہے۔ پھر دوبارہ کر دو بار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وجاہ) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔“

وہ زمین کو دیکھتا تو ہے اور کہتا ہے کہ خود بخود بن گئی۔ کیا خود بخود بن جانے والی اتنا بوجھ اٹھا کر بھی قائم و دائم ہے؟ اس پر موجود پہاڑوں نے اس پر کیسے توازن قائم کیا؟ کیا خود بخود ذاتی ترتیب سے بن جانا اور اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی ایک طرف نہ جھکنا۔ یہ سب خود بخود کیسے قائم ہو گیا؟

﴿إِنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُكَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ ۚ إِنَّكَ لَكِنَّا ۚ إِنَّ أَمْسَلَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّكَ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (الفاطر)

## عقل والوں کے لیے ہیں! نشانیاں...

بنت عبد الغفار

الْمَغْرِبَ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠١﴾ (البقرة)

اس کی نظر میں یہ فیصلے کی تبدیلی ہی زندہ کرنا اور مارتا تھا۔ کیونکہ اس کی عقل کی رسائی یہیں تک تھی ورنہ مرے ہوئے کو زندہ کرنے سے وہ بھی عاجز تھا۔ گویا کہ وہ عقلمند نہیں بلکہ جاہل تھا۔ پھر جب اس نام نہاد عقل والے کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اگلا سوال کیا تو خود کو عقل کل سمجھنے والے کو کچھ بھائی نہ دیا۔

عقلمندوں کا ایک گروہ (دہریہ) کائنات کے خود بخود بن جانے اور سارا نظام چلنے اور چلے ہی جانے کا قائل ہے۔ انکا نظریہ ہے کہ بغیر کسی خالق کے سب کچھ بنا

عبد نام ہی اس مخلوق کا ہے جو کسی نہ کسی کی ضرورت کرتا ہے۔ فطری طور پر وہ ایسا کرنے پر مجبور بھی ہے ہاں معیار الگ الگ اور اقسام الگ الگ ہیں۔ کوئی اللہ کا عبد بنتا ہے اللہ کی غلامی میں آتا ہے تو انسانیت کی معراج کو پایا ہے۔ کوئی نفس امارہ کی پیروی میں ہوائے نفس کا ایسا غلام بنتا ہے کہ خدائے واحد کو بھلا بیٹھتا ہے۔ کوئی شیطان کا بندہ بن کر شیطنیت کے ایسے ایسے جوہر دکھلاتا ہے کہ خلق خدا الامان والحفیظ پکار اٹھتی ہے۔ کوئی سائنس اور عقل کو مختار کل مانتے ہوئے اسی کی غلامی کرنے لگتا ہے مگر غلامی ضرور کرتا ہے۔

”نشانیاں تو عقل والوں کے لئے ہیں“ کا

اپنی نظر میں عقلمند تو وہ بھی تھا جس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ پھر اس نے کیا کیا؟ ایک سزا پانے والے کو بلایا اور آزاد کر دیا اور دوسرے کو بلایا اور قتل کروا دیا۔

عنوان باندھ کر یہاں ان لوگوں کا ذکر مقصود ہے جو انسانی عقل کو اپنا خدا بنائے بیٹھے ہیں۔ ان کی دلیل عقل سے شروع ہو کر عقل پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کو حرف آخر

اور بنتا جا رہا ہے اور سارا نظام بھی خود تشکیل پا گیا۔ مگر جیسے جیسے سائنس نے تجربے کیے اور ہر اگلا تجربہ اپنے سے پرانے تجربے کا روں کے لیے ایک تردیدی طمانچہ ثابت ہوا۔ جس نے ثابت کیا کہ انسانی عقل کو محور بنا کر تجربے کرنے والے کوئی بھی حتمی فیصلہ دینے سے قاصر رہے اور ہیں۔ جیسے جیسے سائنسی تجربات ہوتے رہے نئی نئی ایجادات منظر عام پر آتی گئیں۔ ویسے ویسے ہی اسلام کی حقانیت روز روشن کی طرح اس کو نہ ماننے والوں پر عیاں ہوتی گئی جس کو ان کے اپنے ہی تجربات نے ثابت کر دیا تھا کہ جو تجربات وہ آج کر کے کسی چیز کا اثبات و نفی کرتے ہیں اس کے بارے تو کوئی صدیاں پیشتر ہی قرآن اور زبان نبوی سے بیان کر دیا جا چکا ہے۔

اسی طرح خود کو عقل کل سمجھ کر اللہ تعالیٰ واحد لا شریک کا منکر کائنات کو دیکھتا تو ہے تو ”بگ بینک“

گردانتے ہیں جسے ان کی عقل تسلیم کر لے اور جس چیز کو ان کی عقل تسلیم نہیں کرتی وہ اس کے منکر بن جاتے ہیں۔ جس طرح سرید احمد خان نے معجزات رسول ﷺ کا انکار کر دیا کیونکہ اسکی عقل نے ان معجزات کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر حیرت تو اس بات پر ہے کہ قرآن جیسے معجزے کو اس کی عقل نے کیسے تسلیم کر لیا؟

اپنی نظر میں عقلمند تو وہ بھی تھا جس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ پھر اس نے کیا کیا؟ ایک سزا پانے والے کو بلایا اور آزاد کر دیا اور دوسرے کو بلایا اور قتل کروا دیا۔

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَقْوٍ ۚ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۚ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾ (المک)

## شان صحابہ کرامؓ

۲ نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد اللہ اکبر اہل حدیث چونہ میں شان صحابہ کرامؓ کا انعقاد ہوا تلاوت قرآن پاک کے بعد حافظ محمد یوسف پسروری صاحب نے شان صحابہ پر مدلل خطاب کیا۔ اس کے بعد حافظ محمد شاہ محمود باجوہ مفتی کفایت اللہ شاکر اور مولانا محمد حنیف ربانی صاحب نے پر تاثیر مدلل خطابات فرمائے۔

منجانب: ابو عبد اللہ زبیر احمد صدیقی دھار یوال چوئندہ

## قاری محمد صدیقی صاحب اظہری کی کو حادثہ!

پچھلے دنوں مرکز حکیم بن حزام اڈہ 6/14-L کسوال (چچہ وطنی) کے مدیر جناب مولانا قاری محمد صدیق اظہری کی دونوں ٹانگیں ایک حادثہ میں فریکچر ہو گئیں۔ وہ گھر پر زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام موصوف کی صحت کا مدعا جلد نافعہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرمائیں تاکہ وہ صحت یاب ہو کر دینی خدمات انجام دے سکیں۔ (ادارہ)

رابطہ نمبر: 0333-3363172

## حج بیت اللہ سے واپسی!

ہفتہ رفتہ میں جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمن محسن مہتمم دارالحدیث الجامعہ الکمالیہ راجوال فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک سفر کو قبول و منظور فرمائے۔ ادارہ اس سعادت پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

## سیرت النبی ﷺ کا نفرنس

گزشتہ دنوں A.Y.F چک 136 دس آر کے زیر اہتمام سیرت النبی ﷺ کا نفرنس مسجد سعد بن ابی وقاص میں خطیب مولانا نذیر احمد کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسحاق اواڈوی، مولانا محمد یوسف جٹ، مولانا عارف اللہ شاہ و دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا، سٹیج سیکرٹری کے فرائض زاہد عارف نے انجام دیے۔ کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔

رپورٹ: شفیق الرحمن جزل سیکرٹری A.Y.F

چک 136 دس آر جہانیاں

## ضرورت مدرس و قاری

ہمیں ادارہ میں شعبہ حفظ القرآن کے لیے ایک مستند ماہر قاری کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات رابطہ کریں۔

رابطہ: پروفیسر عبدالخالق مدیر ادارہ توحید و سنت۔ ملتان

0300-7188025

کیوں نہیں ہوا؟

﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ (الذاریت)  
”اور خود تمہاری ذات میں بھی (نشانیاں ہیں)“ تو  
کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟“

جب ایک انسان اچانک مر گیا تو وہ کس طرح مر گیا؟ کس چیز کی کمی کی وجہ سے مر گیا؟ اگر دھڑکن بند ہونے سے مر تو مشینوں کے ذریعے دھڑکن بحال کر کے اسے زندہ کیوں نہیں کیا جاسکا؟ خون کی کمی سے مر تو خون مہیا کر کے زندہ کر دیا گیا ہوتا۔ روح کو تو تم مانتے نہیں، ایک سسٹم ہی تھا ناں؟ تو سسٹم دوبارہ بحال کیوں نہ کر لیا گیا؟ سانس رکنے سے مر تو آکسیجن دے کر زندہ کر لیا گیا ہوتا۔ اگر نہیں کر سکتے اور بے شک نہیں کر سکتے تو سوال یہ ہے کہ کس شے کی کمی ہے اس میں؟ کون سی چیز تھی اس کے اندر جواب اس میں نہیں رہی؟

﴿فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ﴾ (الأنعام)  
﴿وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ﴾ (الأنعام)  
﴿وَلَنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ﴾ (الأنعام)  
﴿فَلَوْ لَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ﴾ (الأنعام)  
﴿تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (الأنعام)  
”پھر کس لیے روح کو روک نہیں لیتے جب کہ وہ گلے تک آ جاتی ہے اور تم اس وقت دیکھا کرتے ہو۔ تم سے زیادہ ہم اس کے قرب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔ پس اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں۔ تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا دیتے“ اگر تم سچے ہو۔“

ہے کوئی عقلمند جو بس عقل سے اسکا جواب دے سکے؟



## شان صحابہ کرامؓ پر پروگرام

جامع مسجد محمدی اہل حدیث المعروف مولانا انعام اللہ ناظر والی فیروز وٹوال میں 10 نومبر 2014ء بروز سوموار بعد نماز عشاء عظمت شان صحابہ کے موضوع پر ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ پروگرام میں صاحبزادہ حافظ عبدالباسط شیخ پوری صاحب نے شان صحابہ پر تفصیل کے ساتھ خطاب فرمایا۔ سامعین نے ان کے خطاب کو سراہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے علم عمل میں برکت اور سامعین کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز وٹوال (شیخ پورہ)

”یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو  
تھا سے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل  
جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں  
سکتا۔ وہ حلیم و غفور ہے۔“

موت کے بعد دوبارہ حیات کا انکار کرنے والوں کو  
جھنجھوڑنے کے لیے یہی ایک آیت کافی ہے کہ

﴿يَحْصِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ تَجْعَلَ عِظَامَهُ بَلَىٰ  
فَلْيَرَيْنَ عَلَىٰ أَنْ تُسَوَّىٰ بَنَانَهُ﴾ (الغیبتہ)  
”کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں  
جمع کریں گے ہی نہیں۔ ہاں ضرور کریں گے ہم تو  
قادر ہیں کہ اس کی پور پور تک درست کر دیں۔“

پور پور درست کر دینے کا ذکر اس لیے ہوا کہ کسی  
انسان کا فکر پرنٹ دوسرے سے نہیں ملتا۔ آنکھیں پٹھے  
دل و دماغ کسی بھی چیز کا ذکر کیا جاسکتا تھا مگر ”پور پور“ کا  
ذکر دوبارہ اس کو مکمل ترین تخلیق کیے جانے کی انتہا ہے۔  
کیا 1400 سال پہلے کوئی فکر پرنٹس اور ڈی این اے  
ٹائپ کے ٹیسٹ سے واقفیت رکھتا تھا؟ مگر نشانیاں تو عقل  
والوں کے لئے ہیں۔

کیا یہ لوگ واقعی عقلمند ہیں؟..... کیا انسانی عقل علم  
حقیقت کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے؟ یا یہ لوگ بے وقوف  
ذہنی مریض اور بھول بھلیوں میں بھٹکنے والے احمق ہیں؟  
کیا یہ واقعی عقلمند ہیں یا عقل ان کے ہاں سے  
رخصت ہو چکی ہے؟

کیونکہ نشانیاں تو عقل والوں کے لیے ہوتی ہیں نا  
کہ صرف عقل کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے جو حقیقت  
میں عقل سے دور ہوں۔

اگر نشانیاں کا ذکر کیا جائے تو زندہ ہے ہر پہلو  
سے الامتداد اور ان گنت نشانیاں ملتی ہیں جو صرف متش  
والوں کے لیے ہیں ان سب کا ذکر تو ممکن نہیں لہذا اختصار  
کرتے ہوئے ان عقلمندوں سے چند سوال زندگی اور موت  
کے بارے میں کرتے ہیں کہ

جب ایک مردہ شے سے جاندار کی تخلیق ہوئی ہے  
جان سے زندہ بچہ بنا، سارا سسٹم بنا تو بننے کے بعد جب  
پیدائش ہوئی تو کسی کا زندہ بچہ پیدا ہوا اور کسی کا مردہ۔  
جب سسٹم ایک جیسا تھا سارا نظام ایک جیسا تھا سب کچھ  
ایک ہی جیسا تھا تو ایک زندہ کیسے ہو گیا اور دوسرا زندہ



## طب و صحت

### تل..... موسم سرما کی سوغات

#### جناب حکیم راحت نسیم سودرودی

تل ہمارے ہاں صدیوں سے استعمال ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں تل اور گڑ کے لڈو، ریوڑیاں، گڑک کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ ریوڑیاں اور گڑک، گڑ اور چینی سے بنتی ہیں جن پر تل چڑھائے جاتے ہیں۔ تل جہاں بطور غذا استعمال ہوتا ہے وہاں بطور دوا بھی استعمال ہوتا ہے۔

تل کے پودے کو انگریزی میں Seesamum Indicum اور زبان طب (فارسی) میں کنجد کہتے ہیں۔ تل سفید اور سیاہ رنگ کے بیج کی صورت میں ہوتے ہیں۔ رنگ کے امتیاز کے باعث تل سفید اور تل سیاہ لکھا جاتا ہے۔ کالے تل کے مقابل سفید تل بہتر اور زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس کا پودا پایا جاتا ہے۔ امریکہ، چین، اٹلی، جاپان، ہندوستان اور پاکستان میں یہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ دیسی ادویہ میں تل اور تلوں کا تیل صدیوں سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تلوں کا تیل غذاؤں میں پکوان میں استعمال ہوتا ہے۔ اس تیل کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ عرصہ دراز تک خراب نہیں ہوتا۔ تلوں میں تقریباً پچاس سے ساٹھ فی صد تیل پایا جاتا ہے جو غیر سیر شدہ تیل پر مبنی ہے۔ یہ تیل جلد خراب نہ ہونے کی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس میں دٹامن ای (حیاتین)، دٹامن بی (حیاتین ب)، دٹامن بی ۲ (حیاتین ب ۲) کے علاوہ Caroteme موجود ہوتے ہیں، جدید تحقیق کے مطابق تلوں میں:

لحمیات: ۲۲ فی صد

کاربوہائیڈریٹ: ۱۸ فی صد

نشاستہ: ۴ فی صد

دیگر اجزاء: ۸.۴ فی صد ہوتے ہیں۔

تلوں میں پروٹین اور روغن کے علاوہ دیگر اہم معدنی نمکیات بھی ہوتے ہیں جو ۲۸ فی صد کے قریب ہیں۔ ان میں کیلشیم، میگنیشیم، فولاد، ایلومینیم، تانبا، نکل اور سوڈیم شامل ہیں۔ تل میں کیلشیم سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور ایک فاسفورس آمیز چکنائی بھی پائی جاتی ہے جو جسمانی بافتوں اور اعصابی تقویت کے لیے اہم ہے۔

انسانی دماغ اور غدودوں کی صحت کا انحصار اس فاسفورس آمیز چکنائی پر ہے۔ دماغ میں یہ مادہ تمام جانوروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ تل میں موجود اس فاسفورس آمیز چکنائی کو لیس تھین کہتے ہیں۔ تل کی ایک اور اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں دھاتوں کا تناسب بھی باکمال ہے۔ جس دھات کی جسم کو زیادہ ضرورت ہے وہ زیادہ مقدار میں موجود ہے اور جس کی کم مقدار ضرورت ہے وہ کم ہے۔ تل دٹامن ای کا خزانہ ہیں۔ یہ دٹامن جسم انسانی میں نسل کشی میں مدد دیتی ہے۔ جلد بوڑھا نہیں ہونے دیتی اور اس کی موجودگی سے جلد پر جھریاں نہیں پڑتیں۔ تلوں میں ایسے کییمیائی مرکبات بھی موجود ہیں جو جسم انسانی کی شکست و ریخت کو روکتے ہیں اور جسم کے خستہ خلیوں اور بافتوں کی تعمیر میں عجیب کرشمہ دکھاتے ہیں۔ اس طرح جسم کے اعصاب کو تقویت دیتے ہیں جس سے جسمانی متنگیں اور توانائیاں بیدار ہوتی ہیں۔ قدرت کی یہ چھوٹی سی خوب نعت آج کے خستہ اعصاب اور شکست و ریخت کے عمل کا شکار انسان کے لیے خصوصی تحفہ ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ذہنی دباؤ اور عصبی تناؤ کے باعث ڈپریشن کا شکار ہیں انہیں قدرت کی عطا کردہ نعمت سے موسم سرما میں بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔ طب مشرقی میں تل اور اس کا تیل صدیوں سے مستعمل ہے۔ موسم سرما میں عموماً بچوں کو بکثرت پیشاب کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بعض بچے رات کو بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں ان کو ادھی چچی روزانہ تلوں کا استعمال اس مرض سے نجات دلاتا ہے۔ اس طرح عمر رسیدہ لوگ بھی شدت سردی کے باعث موسم سرما میں بار بار پیشاب کے عارضہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے تلوں کے لڈو بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ عمر رسیدہ لوگوں کو ایسا اعصابی کمزوری کے باعث ہو جاتا ہے اور تل اعصاب کو طاقت بخشتے ہیں۔

☆ تل کے شیرے کو پانی میں چھان کر استعمال کرنا معدے کی جلن میں بہت مفید ہے، اس سے معدہ کی ترشی ختم ہوتی ہے۔

☆ ہلکے بھنے ہوئے تلوں کو سبز دھنی، پودینے، سبز مرچ، لہسن اور بھنے ہوئے سفید زیرے اور نمک کے ساتھ پیس کر لیموں کا رس ملا کر نہایت لذیذ اور تقویت بخش چٹنی تیار ہو جاتی ہے جو باجرہ، مکئی، گندم اور چنے کی روٹی کے ساتھ مزہ دیتی ہے۔

☆ تلوں کا استعمال پھیپھڑوں اور کھانسی کے لیے

مفید ہے۔

☆ تلوں کا استعمال جسم کو موٹا کرتا ہے۔

☆ تلوں کا استعمال جلد کی رنگت کو نکھارتا اور خارش کو ختم کرتا ہے۔

☆ جدید تحقیقات کے مطابق تلوں میں حیاتین اور پروٹین موجود ہوتی ہیں۔ یہ دونوں اجزاء جلد ہضم ہونے والے ہیں جن کے کوئی مضر اثرات نہیں، گویا تلوں کو گوشت کے فوائد کا نعم البدل قرار دیا جاسکتا ہے۔

☆ تل کے پودے کے پتے اور پھول بھی مفید ہیں۔ تل کے پتوں کو بالوں کی مضبوطی اور درازی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ کار یہ ہے:

☆ تازہ پتے لے کر کوٹ کر رس نکال لیں اور

بالوں کی جڑوں میں مل لیا کریں۔ یہ عمل بالوں کی سیاتی کو عرصہ تک قائم رکھتا ہے۔

☆ تل انسان کو جسمانی اور دماغی دونوں اعتبار سے صحت مند رکھتا ہے۔

☆ تل ہر عمر کے فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔

☆ تل میں ایسے کییمیائی مرکب بھی ہوتے ہیں جو

نکسیر کی روک تھام میں مفید ہیں۔

☆ تلوں سے حاصل کردہ تیل طب مشرقی کی بہت سی ادویہ کا جزو ہے۔ ہمارے ہاں جو تیل ماش کے لیے مستعمل ہیں ان میں تلوں کا تیل جسے مینھا تیل بھی کہتے ہیں، خصوصی جزو ہے۔

☆ فرانس میں تلوں سے تقویت کا ایک ٹانک تیار کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو دماغی کام کرتے ہیں اور گھمبیر مسائل کے سبب شدید ذہنی دباؤ اور عصبی تناؤ کا شکار ہیں ان کے لیے تلوں کا استعمال نعمت غیر مترقبہ ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

☆ مغزیات کا استعمال نامعلوم تاریخ سے ہے۔

زندگی کے ابتدائی دور میں بہت استعمال ہوتے تھے، پھر استعمال کم ہونے لگا، اب جدید تحقیقات کے بعد پھر ان کا موسم سرما میں استعمال بطور قوت بخش غذا بڑھ گیا ہے۔

☆ تل زود ہضم ہیں، اس میں لحمیات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اتنے کسی سبزی میں نہیں ہوتے۔ نباتاتی علاج کے عالمی ماہر ڈاکٹر کیلوگ کا کہنا ہے کہ تمام نباتاتی غذاؤں میں عمدہ پروٹین مغز کے اندر ہوتی ہے یہ حیوانات کے گوشت سے بھی زیادہ توانائی بخش ہے۔

☆ تلوں کا استعمال ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں کر سکتے ہیں اور ان کے فوائد ہر عمر کے افراد کے لیے یکساں ہیں۔

# اخبار الجماعۃ

## فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے شعبہ خدمت خلق، الاحسان و ملیفیر فاؤنڈیشن اسلام آباد کے زیر اہتمام گاؤں دکن تریلیہ ضلع ایبٹ آباد میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ MBBS ڈاکٹر سید سہیل عباس نے میں تقریباً 250 مریضوں کا چیک اپ کیا اور تنظیم کی طرف سے بہترین فری ادویات بھی دی گئیں۔ اس موقع پر راشد شیخ صدر الاحسان و ملیفیر فاؤنڈیشن اسلام آباد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الاحسان و ملیفیر فاؤنڈیشن ہمیشہ دینی انسانیت کی خدمت میں سب سے آگے رہی ہے۔ اس دور دراز اور پسماندہ علاقہ کے عوام صحت کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ اسی لیے غریب عوام کو میڈیکل کی سہولیات ان کی دہلیز پر پہنچانے کی کوشش کے نتیجے میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے۔ کیمپ سے خطاب کرتے ہوئے امیر ضلع ایبٹ آباد مولانا سرفراز فاروقی نے کہا کہ معاشرے کے ہر صاحب حیثیت فرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ غریب طبقات کو ہر طرح کی مدد فراہم کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرض ہے کہ معاشرے کے پے ہوئے طبقات کی مدد کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ الاحسان و ملیفیر فاؤنڈیشن نے اس فریضہ کو پورا کرتے ہوئے ایبٹ آباد کے اس پسماندہ اور دور دراز علاقہ میں فری میڈیکل کیمپ لگایا جو کہ قابل تحسین عمل ہے۔

## شہدائے اسلام کانفرنس

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام 9 نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد طوبی اہل حدیث 134/9 اہل ساہیوال میں عظیم الشان شہدائے اسلام کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام مجید کی سعادت قاری بلال شہزاد نے حاصل کی۔ حمد و نعت قاری منشا قادری نے پیش کی۔ کانفرنس سے صدر A.Y.F حافظ ذاکر الرحمن صدیقی، جنرل سیکرٹری حافظ فیصل افضل شیخ، شیر پنجاب مولانا منظور احمد، مولانا حافظ محمد یوسف پسروری، مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی، مولانا محمد اقبال قصوری اور مولانا محمد الدین ننگن پوری نے خطابات کیے۔ نقابت کے فرائض قاری محمد یوسف فاروقی نے انجام دیے۔ کانفرنس میں مولانا حافظ محمد سلمان اعظم، قاری محمد عرفان آف و سکے، ضلعی ناظم مولانا احمد یار صدیقی، قاری نذیر احمد، مولانا عبد فاروق عدیل، قاری محمد شبیر انجم، قاری ظہیر اکبر سبحان، حافظ عبد الجبار زہد، مولانا سلیم شاہزاد قاری عبد اشکور عابد و دیگر علماء کرام نے بطور خاص شرکت کی۔ رپورٹ: جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال

## انتقال پر ملال

حاجی حسن دین مرحوم کیر پوری کی بیٹی مولانا حافظہ محمد عبداللہ مرحوم کیر پوری کی بہن، پروفیسر عبدالخالق چوہدری کی اہلیہ، ڈاکٹر نعیم الخالق امریکہ، سلیم الخالق و رضوان الخالق کینیڈا کی والدہ میری (ڈاکٹر طارق عباس چوہدری ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع فیصل آباد کی) خالہ و خوش دامن رضائے الہی سے اتوار کی رات اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ مرحومہ حافظہ قرآن دین کی سمجھ و درد رکھنے والی، خدا ترس، نرم دل، صوم صلوٰۃ کی پابند، عظیم عورت تھیں۔ ان کی نماز جنازہ و اپڈاسٹی فیصل آباد میں مولانا عبدالرشید حجازی اور جامعہ سلفیہ میں مولانا محمد یونس بٹ نے پڑھائی۔ کثیر تعداد میں جماعتی احباب، عزیز و اقارب اور دوست شریک ہوئے۔ فون آئے، منہج موصول ہوئے، ان سب کا ہماری طرف سے تعزیت کا شکریہ۔ احباب سے مزید دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیوں سے نوازے۔ آمین! والسلام۔

دعا گو: ڈاکٹر طارق عباس چوہدری

## مولانا ثناء اللہ عاجز کو صدمہ!

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چوئیاں کے نائب امیر مولانا ثناء اللہ عاجز کی والدہ، حضرت مولانا بابر اللہ مصاص امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چوئیاں کی خوش دامن قضائے الہی سے انتقال کر گئیں۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ حضرت مولانا قاری محمد اور یس قاقب (گندھی اوتاڑ) نے انجام دیا۔ نماز جنازہ میں علاقہ بھر کی نمایاں جماعتی، سیاسی مذہبی اور سماجی شخصیات نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ مرحومہ نہایت دین دار، صالحہ خاتون تھیں، وفات سے چند دن پہلے پٹواری کو گھر بلوا کر اپنی طرف سے ایک کنال قیمتی زمین بربل سڑک جامع مسجد مریم کے نام سے وقف کر دی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔

منجانب: محمد حامد عاصم ایم اے لی ایڈ

ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چوئیاں

## چوہدری محمد منور کا بلوں کو صدمہ!

پچھلے دنوں چوہدری محمد منور کا بلوں کے والد گرامی وفات پا گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ پٹواری گاؤں میں ادا

کی گئی۔ نماز جنازہ میں امیر تحصیل حافظ عبدالغفار ریحان ناظم تحصیل حافظ منظور سمیت کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا محمد ابراہیم محمدی ناظم تبلیغ ڈویژن گوجرانوالہ نے پڑھائی۔ علامہ طارق محمود یزدانی، حافظ فیصل افضل شیخ، قاری نعیم الرحمن شیخو پوری، عبدالحمید بٹ کے علاوہ بہت سارے احباب ان کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لائے اور جماعتی قیادت سمیت بہت سارے احباب نے فون پر تعزیت کی۔ منجانب: اسد اللہ گل، ناظم رابطہ تحصیل ظفر وال

۴ نومبر، منگل کو ماسٹر مہر اسحاق بن مہر صدیق اشرف وفات پا گئے۔ وہ دارالحدیث راجووال میں عرصہ دراز سے فجر کی اذان کہتے رہے تھے۔ ان سے قبل ان کے والد بھی ماشاء اللہ فجر کے مؤذن تھے۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کے پابند، ملنسار با اخلاق اور فعال نوجوان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی سیئات سے درگزر فرما کر حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ اجر جزیل اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین! شریک غم: عنایت اللہ امین۔ مدرس جامعہ راجووال

اہل حدیث یوتھ فورس گوجرہ کے رہنما محمد سرفراز حسن کے عزیز، سابق کونسلر بلدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ محمد ادریس مچھلی والے کے بڑے بھائی اور انٹرنیشنل کھلاڑی محمد آصف کے والد محترم حاجی محمد اسلم انتقال کر گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کے پابند، نیک سیرت اور تہجد گزار تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں ہر کتب فکر کے احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ قارئین سے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ منجانب: اہل حدیث یوتھ فورس گوجرہ

## انتقال پر ملال

گنڈا سنگھ ہائی سکول کے سابق استاذ محترم میاں نذیر احمد صابر ۱۲۹ اکتوبر بروز بدھ ۸۵ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ نذیریہ اہل حدیث قینچی احمد سرسھوالا پور میں بعد نماز عصر پروفیسر حافظ شاہ اللہ خاں صاحب نے پڑھائی۔ جس میں لاہور کی سیاسی اور مذہبی شخصیات کے علاوہ پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، علامہ میر احمد وقار، رانا نصر اللہ خاں، امتیاز احمد جہاڑ، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مولانا مشتاق احمد فاروقی، حافظ سعد رفیق، قاری افضل عزیزی، حافظ احمد اللہ حامد، حاجی خالد جاوید سمیت سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ اس

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب

# کتاب الاربعین

☆ فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ سے قلم سے کتاب الاربعین کا آسان فہم ترجمہ  
☆ مکمل تحقیق و تخریج ☆ شرح و فوائد ☆ راویان حدیث کا تعارف  
☆ قلمی نسخے (منظوظے) سے تقابل و موازنہ  
☆ یاد رہے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے تمام احادیث بیان کی ہیں۔

مکتبہ اسلامیہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: غوثی سٹریٹ اردو بازار لاہور (پتہ) مکتبہ امت مسلمہ لاہور (پتہ) لاہور  
041-2631204 - 2641204 042-37244973 - 37232369  
Email: maktabaislamiah@gmail.com Visit on Facebook page: maktabaislamiah

## اہل حدیث پوتھ فورس تخصیل جھنگ کا اجلاس

اہل حدیث پوتھ فورس تخصیل جھنگ کا اہم اجلاس مولانا احسان اعجاز چوہان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ گزشتہ ماہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ نفاذ اسلام پر گفتگو کرتے ہوئے بدر نصیر سلفی صدر اہل حدیث پوتھ فورس تخصیل جھنگ نے کہا کہ دیکھو ہر سے اہل حدیث پوتھ فورس اپنے قائد اکر الرحمن صدیقی کے حکم پر جھنگ میں ہفتہ ”نفاذ اسلام“ پروگرام مرتب کرے گی۔ یہ پروگرام نہ صرف مساجد میں بلکہ گھر گھر منعقد کیا جائے گا۔ اس پر تمام کارکنوں اور کاہنہ نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔



موقع پر مولانا پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی اور علامہ منیر احمد وقار نے مرحوم کی دینی اور ملی خدمات پر اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں مہالم کلاں میں ان کے حقیقی فرزند قاری حفیظ الرحمن عاصر نے پڑھائی۔ جس میں علاقہ بھر کی مذہبی اور سیاسی شخصیات نے شرکت فرمائی۔ بعد نماز عشاء انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم نے جامعہ ام حبیبہ للبنات غازی روڈ لاہور اور جامعہ ام حبیبہ للبنات مہالم کلاں کے علاوہ مسجد توحید وسنت کی بنیاد رکھی جو کہ اڑھائی کینال پر محیط ہے۔ دعا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر ان کی بشری غلطیوں سے درگزر فرمائے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

ادارہ مرحوم کی مغفرت تامہ کے لیے دعا گو اور پسماندگان کے صدمہ میں شریک ہے۔ (ادارہ)

## ضرورت رشتہ

⊗ لڑکا ایف اے پاس عمر 40 سال ماہانہ آمدنی 30 ہزار روپے صوم و صلوة کا پابند اور متشرع ذاتی رہائش (لاہور) کے لیے ہم پل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔  
⊗ فاضل کوجوان، خطیب، ناظم مدرسہ طالبات (15 سالہ) کے لیے حافظ قرآن/درس نظامی۔  
⊗ لاری/مطلقہ/بیوہ کا رشتہ مطلوب ہے ذات و جہیز کی قید نہ ہے۔

رابطہ: (مولانا) محمد عباس طور

0333-8382427

## جوہر نایاب

(جدید طبی ریسرچ) (مالیوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

## تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

فوری بکنگ پر خصوصی رعایت

# عمرہ گروپ

خوبصورت اور قریب ترین ایر کنڈیشنڈ ہوٹل کی رہائش  
تیز ترین عمرہ ویزہ سرورس / ملکی وغیرہ ملکی ایئر لائنز کے سستے ترین ٹکٹ

دہلی، ممبئی اور سنگاپور کے ویزے

مینجر: جماد مدنی  
0333-4005913  
042-37506747

0322-6662333  
0302-4580611  
آفس نمبر 8، فرسٹ فلور، 25۔ ایر اسٹریٹ وحدت روڈ لاہور

حافظ عبدالحمید مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

جیف ایکریٹو

Al-Fatah Loud Speaker Amplifier

ہمارے ہاں نئے و پرانے اسپیکر فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکیٹک کے پاس تشریف لائیں۔

نیا نیکس چوک نزد دوشی کالج گوجرانوالہ

Mob:0321-7432246  
Mob:0334-7967107  
Ph:055-4230167



**فیصل** no side effects

**عرق نایاب** 2 لیٹر 1200 روپے

موتی لال گیس، پوٹاشی اور پوٹاشی کے پھٹ کا مکمل علاج

**فیصل عرق نایاب** 100% انتہائی مفید جزی بیٹوں سے تیار کردہ ایسا مرکب جو جسم میں پھنچ کر فالٹو چربی کو پگھلاتا ہے اور جسم کو خوبصورت اور جاذب نظر بناتا ہے۔

**فیصل عرق نایاب کے فوائد**

- موتی پاؤں کو مکمل ختم کر کے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔
- چہرے کے کیل مہاسے، چھانیاں، پھوڑے، پھینسیوں کا قدرتی علاج۔
- جگر، معدہ، آنتوں کی سوزش، قبض، گیس، جلن، دور، بد ہضمی، کھٹی ڈکاریں، تھکے، پرانا بخار، گردے کے امراض، خون کی کمی اور جسمانی کمزوری کیلئے مفید۔

**ہوم ڈلیوری** 0314-3085577

**پاکستان ہوم ڈلیوری** ہوم ڈلیوری 0314-3085577

**فیصل** Foods Faisal

**فیصل** 132 ترام سے تیار کردہ

**معبون قوت دماغ زعفرانی**

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

● دماغی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا کثیر علاج

● چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظری کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک

● نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ

● ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید

● معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج

● مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

**قیمت 1200/- روپے** وزن 600 گرام

**قیمت 650/- روپے** وزن 300 گرام

**پاکستان ہوم ڈلیوری** ہوم ڈلیوری 0314-3085577

**الجزائری صحن**

زعفران	شہد
سبزی	جوہر آبن
مرغیہ	بادیان
عشوش	گل مرغ
سلطونہ	الانجی خورد
مغز پوز	کوندہ
آلہ	مغزکدو

**کولڈن** 47 سال سے سجدوں کی خدمت میں پیش

مکمل ایپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

**ایپلی فائر** (پتھر) مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایپلی فائر آڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، ایک بار شیڈ اور معتقدہ پتھر پائرس اور مرست کا کام لیا جاتا ہے۔

**U.P.S** ایپریٹس دستیاب ہیں۔

0300-6430739 055-4213430

**چوک نیا میں زونٹی کالج گورنمنٹ**

**الکرہ لاؤڈ سپیکر ایڈ ایپلی فائر** (پتھر) دستیاب ہیں۔

ایپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی وراثی)

محمد زیشان ربانی 0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا میں گورنمنٹ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

**ایپلی فائر لاؤڈ سپیکر** ایڈ ایپلی فائر

0333-8294645 055-4237974 0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایپلی فائر آڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، ایک بار شیڈ اور معتقدہ پتھر پائرس اور مرست کا کام لیا جاتا ہے۔

حافظ آباد اور ڈچوک نیا میں زونٹی کالج گورنمنٹ

## جامعہ مرکز الاسلامیہ محمود آباد کراچی

بانی حضرت مولانا عبدالرشید مسعود رحمۃ اللہ علیہ

### دینی فہمی رکھنے والوں کے لیے عظیم خوشخبری

کراچی کے علاقہ محمود آباد میں خالص قرآن وحدیث اور اعلیٰ عصری (دنیاوی) تعلیم کے لیے ادارہ جامعہ مرکز الاسلامیہ کافی عرصہ سے مصروف عمل ہے۔ اس سال انتہائی اعلیٰ درجہ کے ماہر اساتذہ کرام کی نگرانی میں جامعہ نے اپنے مبارک اغراض ومقاصد کے لیے قدم بڑھایا ہے۔

داخلے  
جاری  
ہیں

درس نظامی قراءت وتجوید

تحفیظ القرآن الکریم کے علاوہ

۱) لیول عصری تعلیم کا بندوبست ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق

آپ کی اولاد پوری انسانیت میں سب سے بہتر ہو۔

آپ کی اولاد معاشرے کے لیے محبت وسلامتی کے جذبات سے معمور ہو۔

قیامت کے دن آپ کے سر پر روشن وتابناک تاج کا ذریعہ ہو تو پھر دیر نہ کیجیے۔

تمام طلباء کو ماہانہ 1,500 روپیہ اور میٹرک تک اعلیٰ تعلیم بالکل مفت دی جائے گی۔

مدیر جامعہ مرکز الاسلامیہ

0300-2674240

صاحبزادہ محمد طیب رشید

رابطہ





A product of **BMA** Pharma

**BMA**  
Since 1952

# MAJOON KABEER (ZAFRANI)

## معجون کبیر (زعفرانی)

لیجئے  
جسم میں تازگی و توانائی  
کی اک نئی لہر

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے  
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے  
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے  
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے  
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے  
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

Revitalizer, Aphrodisiac

**BMA** Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



**BMA**  
Since 1952



Weekly **AHL- E - HADITH**

Head Office:

042-37729933

Fax:

042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith

042-37720257

Paigham Tv: 042-37722876

CPL No  
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE : www.ahlehadith.org

قائدین مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کا شکریہ



ملونا حافظ محمد سجاد حفظہ اللہ ایڈووکیٹ  
کی باعزت اور باوقار ہائی پر

ملک بھر سے اساتذہ کرام، علماء ذی وقار اور تمام احباب جماعت کورہائی میں پُر خلوص  
کردار ادا کرنے اور خصوصی دعائیں کرنے پر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

خطیب جامع مسجد تقویٰ وفاقی کالونی لاہور 0321  
2222574

ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث علامہ اقبال ٹاؤن لاہور  
ممبر ڈسٹرکٹ مساجد کمیٹی ضلع لاہور (حکومت پنجاب)

ممتاز حسین  
حافظ